۷۸۶

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

حکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

جناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کے-سی-ایس
ائی-ایل ایل-ڈی

واضح ہو کہ

اس رسالہ میں جہاں کہیں جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے
کا ذکر ہے اُس فتوے کی نقل جناب مرحوم کو جناب نواب
للہ صاحب عازیپوری سررشتہ کلکٹری بنارس سے وصول ہوئی تھی

در مطبع العلوم علی گڈھ طبع شد

سنہ ۱۸ ۶ ۹۹

کتبہ اوصاف علی

اما بعد جو کہ اس زمانہ میں درباب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت بہ

او ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی اختیار کر لی ہیں اُسکو نہایت ہی برا جانتے ہیں اور جو شخص اُسکو مباح کہے یا اُسکے کہانیکا مرتکب ہو اسکو کافر یا کرستان یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج یا ایک بہت بڑے امر قبیح کا مرتکب سمجھتے ہیں اور ہزاروں طرح سے زبان طعن و تشنیع اُس پر دراز کرتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں اسلئے یہ ایک مختصر رسالہ درباب احکام طعام اہل کتاب کے لکھا ہے اور یہی اُسکا نام رکھا ہے تاکہ مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائیوں پر بدگمانی کرنے اور برا بہلا کہنے سے باز آویں اور گناہ میں پڑنے سے محفوظ رہیں

جاننا چاہیے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہو مسلمانوں کے لئے حلال اور درست اور اُسکا کھانا جائز اور مباح ہے خواہ ہم اُنکا بہیجا ہوا اور انہیں کا پکایا ہوا اپنے گھر کھاویں خواہ اُنکے ہاں جاکر کھاویں خواہ ہم اکیلے کھاویں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھکر کھاویں اور وہ کھانا از قسم لحوم طیبہ کے ہو یا از قسم حبوب و شیرینی وغیرہ ۔

* قال اللہ تعالیٰ الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم ۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱ آسان نہ سخت مشکل کیونکہ فرمایا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ دین بیشک آسان ہے نہیں ہے بڑی پرہیزگاری کی سختی سہنا اور ہر چیز سے پرہیز کرنا اور دنیا کی تمام چیزوں کو چھوڑ بیٹھنا اسلام [illegible] اور ان کے یاروں اور ان کے پیرووں اور انکی امت کے لوگوں پر سب پر رحمت ہو خصوصاً [illegible] کے دین کے مسائل پھیلانے میں کوشش کی جو دین کہ نہایت مضبوط اور سیدھا اور آسان ہے اور نہ ڈرے [illegible] کرنیوالیکی ملامت سے اور اس بات پر مستحق ہوئے خوشی پر خوشی کے ۔

* فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج حلال کی گئیں تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں اور کہانا اون لوگوں کا جنکو کتاب دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لئے اور حلال ہے اُنکے لئے ۔

الرحمن الرحیم

مؤلفہ ۱۲۸۵ہجری - مطابق ۱۸۶۸ عیسوی -

لله الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاته ویزکیھم
ھم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین والصلوۃ
لام علی رسوله محمد خاتم الانبیاء والمرسلین رحمة للعالمین الذی
الی صراط مستقیم وجعل لنا الدین یسرا ولا عسرا حیث قال
السلام ان الدین یسر ولا رھبانیة فی الاسلام وعلی آله واصحابه
امته اجمعین سیما علی الذین جاھدوا فی اشاعة مسائل دینه
نیه ... سبیله ولا یخافون لومة لائم واستحقوا علی ذالک فرحة بعد فرحة

... ہے جس نے اٹھایا اُن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں سے
... اور اُنکو سنوارتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اور اگرچہ اس سے
... تھے اور درود اور سلام ہووے اُسکے رسول پر جو محمد میں ختم کردیا جنہوں نے
... ہیں تمام عالم کے لئے جو بیچلے ہمکو سیدھی راہ اور کیا ہمارے لئے دین کو

وفی الترمذی[1] سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاریٰ فقال لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ الی آخر الحدیث وقال الترمذی والعمل علیٰ ھذا عند اھل العلم من الرخصۃ فی طعام اھل الکتاب۔

وفی العالمگیری[2] لاباس بطعام الیھود والنصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا۔

وفی فتح[3] المنان فی تائید مذھب النعمان وعن علی قال لاباس بطعام المجوس انما نھی عن ذبائحھم رواہ البیہقی

اس آیت اور حدیث اور فقہ کی روایتوں سے ثابت ہوا کہ طعام اہل کتاب ہمکو حلال اور جائز ہے اور جو شے کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کی بھیجی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام یا ناجائز نہیں ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہودیوں کے ان کا پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔

[1] اور ترمذی میں مہلب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں (یعنی دل میں) کوئی کھانا۔ کیا مشابہ ہو گیا تو نصرانی لوگوں
[illegible] ہے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت [illegible]

[2] [illegible]

کھانا میں [illegible]

[3] کتاب فتح [illegible]

ہے [illegible]

فی المشکوٰۃ عن جابران یہودیۃ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث رواہ ابوداؤد والدارمی۔

اور حلال چیز کو اگر ایک جگہ مثہیکر مسلمان اور مشرک بہی یہانتک کہ اہل کتاب کہاویں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہوجاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرونکو بہی اپنے ساتہہ بہاکر کہلایا ہے۔

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال اٰکل معاث یا محمد فقال نعم الی اخر ما قال وسیاتی ذکرہ۔

[اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی میں کہاویں یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کیوقت انکا ہاتہہ یا موہنہ شراب یا اور کوئی حرام چیز میں آلودہ نہو تو بہی اُس چیز کا کہانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے] کہ سؤر الانسان طاہر

مشکوٰۃ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملایا اور

اصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو لیا حضرت نے اور   اور آپ کے

زایا اور کہانہ میں

سئل[1] مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدهلوی رحمۃ اللہ علیہ عن هذا فافتی بجوازہ وهذه العبارة مذكورة فى فتاواه۔

وحكم طعام الكفار من المشركين والمواكلة مع الانگريز على سفرتهم وفى اوانيهم ان كان معه شیء منكر كالخمر والخنزير واوانى الذهب والفضة والتلطخ بالنجاسات كالحشاء البقر وغيرها وزمزمة المجوس حرام وان كانت الانية التى ياكل فيها المسلم خالية عن النجاسة لان ذلك مشاركة معهم فى شعائرهم وان خلا عن هذه المفاسد فهو مباح بشرط الطهارة انتهى۔

غرضکہ اہل کتاب کے ان کا کھانا کھانے میں اور ان کے ساتھ ایک جگہ بیٹھکر کھانے میں کوئی محظور شرعی نہیں فی نفسہ حلال و مباح ہے باقی رہا عدم جواز لغیرہ چنانچہ اب ہم ان تمام شبہوں کو جنکے سبب ہندوستان کے مسلمان مشتبہین بالنصوص طعام اہل کتاب کو اور ان کے ساتھ مواکلت کرنا ناجائز بتاتے ہیں رفع کرتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق[2]

---

[1] پوچھا گیا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اسکا فتوی تو فتوی دیا اسکے جائز ہونیکا کہ یہ فتوی موجود ہے انکے فتاوی میں اور جو عبارت اس فتوی کی ہے اسکا ترجمہ یہ ہے اور حکم طعام کفار مشرکوں کا [illegible] کا ساتھ انگریزوں کے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں یہ ہے کہ [illegible] ساتھ ہو کسی برائی کے مانند شراب یا سور کے اور برتن سونے اور چاندی کے اور آلودگی کے ساتھ [illegible] کے جیسا کہ اوجھ گائے وغیرہ کا اور زمزمہ مجوس کے تو حرام ہے اگرچہ ہووے وہ برتن کہ [illegible] مسلمان کھاتا ہے خالی نجاست سے کیونکہ یہ شرکت ہے انکے شعائر میں اور اگر خالی ہووے ان برائی[illegible] ح ہے بشرط پاک ہونیکے تمام ہوا کلام انکا۔

[2] اور [illegible] توفیق۔

الشبہۃ الاولی بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے انگریز اہل کتاب میں داخل نہیں ہیں اسلیئے کہ اس زمانہ کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور اُسکے حکموں کو نہیں مانتے ہیں خدا بتاتے ہیں اور جو اصلی کتابیں توریت و انجیل کی تھیں انکو بدل ڈالا ہے پہر یہ لوگ کس طرح اہل کتاب ہو سکتے ہیں

مگر یہ سمجھہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک اور تمام حدیثوں میں جہاں کہیں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں اور اس آیت میں بہی جو لفظ الذین اوتوا الکتاب آیا ہے اُس میں بہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ بیضاوی میں لکہا ہے وہم[له] الذین اوتوا الکتاب الیہود والنصاریٰ ۔

علاوہ اسکے بہت صاف بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت پر توریت اور حضرت عیسیٰ کی اُمت پر انجیل اُتری تہی پہر جو لوگ اپنے تئیں حضرت موسیٰ یا عیسیٰ کی اُمت میں سمجہتے ہیں یا انکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو اُن کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں وہ اُنہیں میں داخل ہیں جن پر کتاب اُتری تہی جیسے کہ ہم مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں یہانتک کہ ایک دوسرے کو کافر بتلاتا ہے اور وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سمجہتے ہیں پس تمام فرقے اہل القرآن ہیں یعنی اُنپر قرآن اُترا ہے اُنہیں سے کسی فرقہ کو باوجود اسقدر اختلاف افعال و عقائد کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اہل قرآن نہیں ہیں اسی طرح تمام یہود و نصاریٰ کو اُن کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں اہل کتاب ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے ۔

علاوہ اسکے ایک اور بات غور کرنے کی اور سمجہنے کی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں یہو

[له] اور عام ہیں وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی اور وہ یہود اور نصاریٰ ہیں ۔

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جسقدر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیونکی نسبت فرمایا ہے۔ وقالت[1] الیہود عزیر ابن اللہ

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں درباب تعریف کے فرمایا کہ یحرفون[2] الکلم عن مواضعہ

اور یہ بھی فرمایا کہ فویل[3] للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں درباب ان کے اعتقاد تثلیث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کر فرمایا۔ یا عیسی[4] ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔

---

[1] اور کہا یہود نے عزیر بیٹا ہے اللہ کا

[2] پھیرتے ہیں کلموں کو ان کی جگہ سے۔

[3] سو خرابی ہے انکی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں اسپر مول تھوڑا۔

[4] اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا تو پاک ہے مجھکو [illegible] لایق تھا کہ وہ کہوں جو مجھے کہنا نہ تھا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے

اور اسی باب میں ایک جگہہ یہ فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا

اللہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم۔

اور اسی باب میں ایک اور جگہہ اسطرح فرمایا۔ یا اہل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا

علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القہا الی مریم وروح

منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتہوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحنہ

ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔

اور نصاری کے حق میں حضرت عیسی کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالی نے یہ فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم

بقیہ حاشیہ۔ میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چھپی بات میں نے نہیں کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا

کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے

مجھے لے لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وے تیرے

ہیں اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

لہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں ہے مگر ایک معبود

کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر ہیں پاوینگے دکھ کی مار۔

سہ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر پکی بات تحقیق

مسیح جو ہے عیسی مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے

ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو اور نہ بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے

اس لایق نہیں کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا۔

سہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

اور اُن کے شراب پینے اور سور کھانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ ابو داؤد میں جو حدیث آنیہ اہل کتاب کی ہے اُس میں ہے - ھم[1] یشربون الخمر ویطبخون فی آنیتھم الخنزیر -

غرضکہ جو جو کچھ افعال وعقائد زمانۂ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اُسوقت کے نصاریٰ کے بھی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے انکو اہل کتاب فرمایا ہے علی الخصوص اس اخیر آیت میں اُن کے اعتقاد تثلیث کا ذکر کیا ہے اور پھر بھی انکو اہل کتاب کہکر مخاطب کیا ہے پس زمانۂ حال کے نصاری باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب میں داخل ہیں بلکہ زمانہ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اُس زمانہ کے نصاریٰ سے بہت اچھے ہیں اُس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھالک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں کے ایسے بھی ہیں جو موحد ہیں اور وہ فرقہ جو یونی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک خدا مانتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے اُن کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے -

علاوہ اسکے ہمارے اُن کے فقہا نے انہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے چنانچہ [illegible] مسائل میں اور صاف اسکی تصریح کردی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبح کے بتصریح [illegible] بسم اللہ الذی ثالث ثلثہ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے - الا اذا نص فقال بسم اللہ الذی ھو ثالث ثلثہ فلا یحل[2]

[1] یہ لوگ پیتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سور -

[2] [illegible] نام پر اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا -

اذا سمع منہ انہ یسمی المسیح علیہ السلام وحدہ او سمی اللہ سبحانہ وسمی المسیح لا یاکل ذبیحتہ - پس اگر بسبب عقیدہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر انکا ذبیحہ حلال ہوتا -

الشبہۃ الثانیہ طعام کے لفظ میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہے -

بلاشبہہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہوں کے اور تمام کہانے کی چیزونکی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکے پاس جو گوشت ہو اُسکے حلال ہونے میں تو کچھ شبہہ تہا ہی نہیں بلکہ اگر شبہہ تہا تو اس بات میں شبہہ تہا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے مذکی کیا ہو اُسکا گوشت بہی حلال ہے یا نہیں اور آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب اُسی کی حالت کے لیے نازل ہوئی تہی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبائح اور تمام کہانے کی چیزیں لئے ہیں -

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکہا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب قیل ہو ذبائحہم وقیل جمیع مطاعمہم ویستوی فی ذالک جمیع النصاریٰ

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبائح لان ماقبل الایۃ فی بیان الصید والذبائح ولان ماسوی الصید

---

* متعلق صفحہ ۹ و ۱۰ - مگر جب ظاہر کیا پس کہا ذبح ہے بنام اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے چنانچہ سنا جائے کہ اُسنے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کہایا جاوے ذبیحہ اُسکا

لہ اور کہانا اُنکا جو دئے گئے ہیں کتاب -

لہ اور کہانا اُن لوگونکا جنکو دی گئی کتاب کہا گیا ہے کہ وہ (یعنی کہانا) ذبائح اُنکا ہے اور کہا گیا ہے تمام کہانے اُنکے اور برابر ہیں اس حکم میں سب نصاریٰ - سہ اور کہانا اُنکا جنکو دی گئی ہے کتاب حلال ہے

والذبائح محللا قبل ان کانت لاهل الکتاب وبعد ان صارت لهم فلا تبقے لتخصیصها لاهل الکتاب فایدة وعن بعض ائمة السهبه ان المراد هو الخبز والفاکهة وما لا یحتاج منه الی الزکوة وقیل انه جمیع المطعومات ۔

اور تفسیر بیضاوی میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم[1] یتناول الذبائح وغیرها

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم[2] یرید ذبائح الیهود والنصاری

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبائح اور وہ گوشت جو زکوۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا کہانا داخل ہے ۔

الشبهة الثالثة بعض لوگ ذبیحہ میں شبہہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبح سے جانور اُسوقت حلال ہوتا ہے جسوقت کہ اُسی طرح پر ذبح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہاں ذبح ہوتا ہے اور انگریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ اُنکو

(بقیہ حاشیہ) واسطے تمہارے اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبائح ہے اسلیئے کہ وہ آیت جو اس آیت سے پہلے ہے بیچ بیان شکار کے اور ذبائح کے ہے اور اسلیئے کہ سب چیزیں سواے شکار اور ذبائح کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ ہوویں واسطے اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہوگئیں واسطے اُن کو پس نہ باقی رہا واسطے خاص کرنے انکے اہل کتاب کے لیے کچھ فائدہ اور بعض آئمہ سے روایت ہے کہ مراد انمیں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اُنکی ذبح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کہانے کی چیزیں ہیں ۔

[1] اور کہانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے شامل ہے ذبائح اور غیر ذبائح کو ۔

[2] اور کہانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے مراد ہے ذبائح یہود اور نصاریٰ سے

ذبح بھی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے بھی گردن مروڑ کر یا سر توڑ کر مار ڈالتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے بھی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے ہاں اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذباح جو ہمارے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہو تو بھی اس قسم کا شبہہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ طعام اہل کتاب کا بنص صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب[1] اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے یہ حدیث مذکور ہے انہم[2] قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیثا عہدہم بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نومسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہی

---

[1] باب اُس گوشت کا کہ معلوم نہو کہ اسپر نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

[2] انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ کہ نئے عہد والے ہیں ساتھ جاہلیت کے (یعنی ابھی مسلمان ہوئے ہیں) لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جانتے ہیں کہ اسپر اللہ کا نام انہوں نے لیا ہے یا نہیں آیا کھائیں ہم وہ گوشت تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر نام اللہ کا لو اور کھاؤ۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اُسوقت اس بات کے نہ معلوم ہونیسے کہ آیا بموجب قاعدہ کے ذبح ہوا ہے یا نہیں اُسکا کھانا ناجائز نہیں ہے۔

فی العالمگیری[1] لا باس بطعام الیھود والنصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا وفیہ انما توکل ذبیحۃ الکتابی اذا لم یشہد ذبیحتہ ولم یسمع منہ شیء او شہد وسمع منہ تسمیۃ اللہ تعالی وحدہ لانہ اذا لم یسمع منہ شیئا یحمل علی انہ قد سمی اللہ تعالی تحسینا للظن بہ کما بالمسلم

دوسری صورت یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح کہ انکے نزدیک اور ان کے مذہب میں جانور کی ذکوۃ درست ہے وہی انکا ذبیحہ ہے اور اُسی کا کھانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہانتک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سر پھاڑ کر مار ڈالنا ذکوۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کھانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند ہسبات کے لئے ابوداود کی حدیث ہے باب ذبائح اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال[2] فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ فنسخ واستثنی من ذلک فقال طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

[1] عالمگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاری کے سب قسم کے کہانیمیں ذبائح ہوں یا غیر ذبائح اور عالمگیری میں ہے کہایا جاوے [illegible] کتابی کا اُسوقت ہی کہ نہ موجود ہوں اُسکے ذبح کیوقت اور نہ سنا ہو اُس سے کچھ یا موجود ہوں اُسوقت اور سنا گیا ہو اس سے نام لینا اللہ ہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اُس سے کچھ تو محمول کرینگے کہ اُسنے بیشک اللہ کا نام لیا ہے [illegible] حسن ظن کے ساتھ اُس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہیے۔

[2] کہا اللہ تعالیٰ نے [illegible] پس کہاؤ تم اُس جانور کو کہ ذکر ہوا اُسپر نام اللہ کا اور نہ کہاؤ وہ کہ اُسپر نہیں ذکر ہے اللہ کا سو منسوخ کیا [illegible] اللہ نے اور استثنا کیا اُس میں سے تو فرمایا اللہ نے کہانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال [illegible] ہے لئے اور کہانا تمہارا حلال ہے اُن کے لئے۔

ولطعامکم حل لھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کے شرط نہیں ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال وحرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالی نے ہمکو حلال کردیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اسی طرح وہ بھی ذبح کیا کریں یہانتک کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اُسکا کھانا درست ہے۔

فی المعالم[له] ولو ذبح یھودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کالنصرانی یذبح باسم المسیح فاختلفوا فیہ فقال ابن عمر لا یحل وھو قول ربیعۃ وذھب اکثر اھل العلم انہ یحل وھو قول الشعبی وعطاء والزھری ومکحول سئل الشعبی والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قالا یحل فان اللہ تعالی قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیھودی او النصرانی فذکر اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تاکلہ فاذا غاب عنک فکل فقد احل اللہ ذالک

[له] معالم میں ہے اور اگر ذبح کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی ذبح کرے ساتھ نام مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں اکثر علما اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطار اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبی اور عطا سے کہ ایک نصرانی جو ذبح کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اُس کا کیا حکم ہے اُنھوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کردئے اللہ تعالے نے اُنکے ذبیحہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی ذبح کیوقت کیا کہا کرتی ہیں۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی ذبح کرے اور نام لیوے غیر خدا کا اور تو سُن لیوے تو نہ کھا تو اُسکو اور اگر تیرے سامنے ذبح نہو تو کھا بیشک اللہ نے یہ کھانا حلال کیا ہے۔

گرہمارا عمل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کرنیکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا ۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے الا مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے ۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب[1] میں لکھا ہے ۔

سئلت[2] عن النصرانی یقتل عنق الدجاجة ثم یطبخها هل تؤکل معه او تؤخذ منه طعاماً فقلت تؤکل لانها طعامه وطعام احباره ورهبانه وان لم تکن هذه ذکوٰة عندنا ولکن الله اباح طعامهم مطلقاً وکلما رأینه حلالاً لهم بمائدتهم فهو حلال لنا الا ما ورد نص فی حرمته انتهی کلامه باختصاره ۔

اسکے سوا معیار میں لکھا ہے سئل[3] ابو عبد الله الحفار عما ذکره ابن العربی عند قول الله تعالیٰ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اذا سئل عن النصرانی یفتل عنق

---

[1] اور کھانا انکا جنکو دی گئی ہے کتاب ۔

[2] پوچھا گیا مجھ [illegible] نی جو قتل کرے مرغی اور پکاوے اسکو تو آیا کھائی جاوے ساتھ اُس نصرانی کے یا لیا جاوے [illegible] سے کچھ کھانے کے لئے تو میں نے کہا کہ کھائی جاوے کیونکہ وہ کھانا ہے نصرانی کا اور [illegible] کیا [illegible] نے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے یہاں مگر اللہ نے مباح کر دیا ہے انکا کھانا مطلقاً اور جو کھانا [illegible] ہم ان کے حلال اُن کے دسترخوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے الا وہ کھانا کہ وارد ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا بالاختصار ۔

[3] پوچھا گیا ابو عبد اللہ الحفار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اُسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالیٰ کے

الدجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه او توخذ منه طعاما فقال تؤكل لانها طعامه وهل ذلك قول في المدونة تجوز الفتوى به ام لا وهل يجوز للانسان في خاصة نفسه ان يعمله ويعمل به ام لا وقال بعد ذالك كلما يرونه حلالا في دينهم فهو حلال لنا الا ما ورد نص في حرمته فاجاب وقفت على السوال في مسئلة فك النصراني رقبة الدجاجة هل ياكلها المسلم معه او ياخذها منه طعاما فافتى القاضي ابن العربي بجواز ذالك ولم تزل الطلبة والشيوخ تستشكلها ولا اشكال فيها عند صاحب الشامل لان الله تعالى اباح لنا طعامهم الذي يستحلونه في دينهم على الوجه الذي شرع ولا يشترط ان تكون زكوتهم موافقة لزكاتنا في ذالك الحيوان المزكى ولا يستثنى الا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير ان كان من طعامهم ويستحلونه بالزكوة التي يستحلون بها بهيمة الانعام وكالميتة واما ما لم يحرم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کھانا انکا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیئے جبکہ سوال ہوا ان سے بابت اس نصرانی کے کہ اکھاڑ لیوے گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کھائی جاوے وہ مرغی ساتھہ اس نصرانی کے یا لیا جاوے اس میں سے کچھہ کھانیکو تو کہا ابن العربی نے کہ کھائی جاوے کیونکہ وہ کھانا ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم ہے کتابوں میں فتوی دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے واسطے اسپر اعتماد کرے اور عمل کرے اور کہا ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال ہیں ہمکو سواے اسکے کہ حکم آیا ہے اسکے حرام ہونیکا - تو جواب دیا ابو عبد اللہ الحجازی نے کہ واقف ہوا میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ ڈالنے نصرانی کے گردن مرغی کی کر کھاوے مسلمان وہ مرغی ساتھہ اس نصرانی کے یا لیوے اس میں سے کچھہ کھانیکو سو فتوے دیچکے ہیں قاضی ابن العربی اس کے جواز کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اسکے شبہہ میں رہتے ہیں اور

كسائر الطعم وكلما يفتقر الى الزكوة من الحيوانات فاذا زكاه على مقتضى دينهم احل
لنا اكله ولا يشترط في ذالك موافقة ذكوتنا لزكوتهم وذالك رخصة من الله تعالى
وتيسير علينا فاذا كانت الزكوة مختلفة في شرعنا فتكون ذبحا في بعض الحيوانات
ونحرا في بعض وعقرا في بعض وقطع عضو الراس وشبهه كما هي ذكوة افراد ووضعاً في
ماء حار وذالك في الحلزون فاذا كان الاختلاف موجودا بالنسبة الى الحيوانات في شرعنا
فكذالك قد يكون في شرع غير ملتنا سل عنق الحيوان على وجه الزكوة فاذا فعل الكتابي

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شک نہیں ہے نزدیک صاحب شال کے اسلئے کہ اللہ تعالی نے بنا
فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کھانا کہ جسکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح کہ آئے
دین میں حکم شرع ہے اور نہیں ہے یہ شرط کہ ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اس حیوان حلال کے
ہونے میں اور ان کا کوئی کھانا اس حکم سے مستثنا نہیں ہے سوائے ان چیزوں
کے جنکو اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سور اگرچہ ہے انکا کھانا اور حلال کرتے ہیں اسکو ساتھ
جس سے حلال کرتے ہیں چوپایوں کو اور مثلاً مردار کہ وہ چیزیں کہ حرام نہیں خاص ہم پر مباح ہے
کہ سب کھانے ان کے جنکو حلال ہیں اور جتنے جانور کہ ثابت ان کے ذبح کی ہوتی ہے جب ذبح کیا
اسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے ہمکو انکا کھانا اور نہیں شرط ہے اسمیں کہ انکا ذبح موافق ہو ہمارے
ذبح کے اور یہ رخصت ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور آسانی ہے ہمپر پس جبکہ ہے ذبح ہماری شریعت
میں مختلف [illegible] بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کاٹنا اور بعض کا نحر یعنی سینہ کاٹنا اور بعض کا عقر یعنی
زخمی کرنا [illegible] بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کاٹنا جیسے کہ ذبح افراد کی ہے یا ڈالنا گرم پانی میں اور یہ اس کیڑے
میں ہوتا ہے [illegible] ہشتہ اور ایسی شئ میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح بہ نسبت حیوانات
کے [illegible] شریعت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہووے اختلاف ذبح اور شریعتوں میں بھی

ذالك اكلنا طعامه كما اذن لنا ربنا سبحانه ولا يلزمنا ان نبحث على شريعتهم في ذالك
بل اذا رأينا ذوي دينهم يستحلون ذلك اكلنا قال القاضي لانه طعام احبارهم ورهبانهم
الى ان قال وانا قولكم هل ذالك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به ام لا فهو كلام منكر
مشكل لان ظاهره ان ما يفتيه به من تقاضى من المسلمين ذلك وهو خلاف ان المسلم اذا
سل عنق الدجاجة اوغيرها انها ميتة وانما كلام القاضي اذا كان المسلم مع كتابي فعل الكتابي
هل يأكل المسلم ذلك الطعام ام لا فقال القاضي يجوز للمسلم لا يفعل ذالك يجوز ان
فقولكم هل ذلك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به كلام غير محصل بل اهل المذهب
كلهم يقولون ويفتون ان كل طعام اهل الكتاب حلال لنا الا ما خصص من ذلك كما تقدم
فهذه المسئلة مما لا يختلف فيها ولا يتوقف على الفتوى بها ان ما وقع استشكال كلام
كال فيه اذا تامل فيه على الوجه الذي تقرر انتهى نقل صاحب المعيار باختصار

گردن کسی جاندار کی واسطے ذبح کرنے اسکے کے سوا گر کتابی نے یہ کیا ہے
ما اسکا کیونکہ اجازت دی ہمکو ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے ہمکو کہ بحث
کریں انکی شریعت پر اس باب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ انکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اسکو تو کھائیں
ہم وہ کہا ہے قاضی نے اس لئے کہ یہ کھانا ان کے عالموں اور ان کے پرہیزگاروں کا ہے - یہانتک
کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کہنا تمہارا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتوی جائز ہے یا نہیں ایک
بات نہایت ناپسند اور شبہہ انداز ہے اسواسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے ہیں
اسکو کہ آمد و رفت کرے اور معاملہ رکھے اس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اسکا - اور اسمیں کچھ خلاف
نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے - اور کلام قاضی
کا صرف اسمیں ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کھانا کھاوے

اور یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اُسکے مذہب میں موجود ہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے ... کر سکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اُسکو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اُسکو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے مزکی ... ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اُسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریز ونکو مشرک کے مارے ہوے جانور کے کہانے میں بہی کچہ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں اس بات کا زیادہ تر شبہہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے اں چار نک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اُسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اس میں کچہ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنیکے دو طریق ہیں ایک بموجب فتوی کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اور پر فتوی کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو نص صریح خدا تعالی نے حلال کر دیا ہے تو ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ

(باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانکو اُس کا کہانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتہہ سو یہ کہنا تہا ر اکہ یہ قول مذہب میں ہے اور اُس کے ساتہہ فتوی بہی ہر ایک بات لاحاصل ہے بلکہ سب اہل مذہب کہتے ہیں اور فتوی دیتے ہیں کہ کہانا اہل کتاب کا ہمکو حلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کچہ اختلاف نہیں اور کچہ توقف اس فتوی کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ واقع ہوے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ ہے کہ کچہ شبہہ نہیں ہو سکتا ہے ہمیں جبکہ تامل ہووے جسکو ثابت ہو تمام ہوئی نقل صاحب معیار کی بالاختصار۔

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہمکو ثابت نہو جاوے کہ وہ شرک کا مارا ہوا ہے اُسوقت تک اُسکے کہانے سے انکار کرنیکی یا اُسکے کہانیکو ناجائز سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں تحسینا للظن بہ کما بالمسلم کما ذکرنا انفا من العالمگیری لیکن جب ثابت ہو جاویگا کہ شرک کا مارا ہوا ہے تو البتہ اُسوقت اُسکا کہانا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کرلیں اگر وہ حقیقت مشرک نے قتل کیا ہو نہ کہاویں مگر اس شبہہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبح اہل کتاب کے یہ بات فرض کرلیں کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اُسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمانوں کے قواعد ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز ہیں تو بھی صرف اُسی گوشت کا کہانا ناجائز ہوگا جو اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اُسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق ذبح سے حاصل ہوا ہو اور نہ ان چیزوں کا جن میں ذبح ہونا ہے نہیں مثلاً مچھلی روٹی چاول انڈا شیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کرسکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا ہے اسکو نہ کہاوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بھی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے ہاں مچھلی پکی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے فلس مچھلی ہووے تو وہ نہیں کہاتا کہ اُسکے مذہب میں بے فلس کی مچھلی کہانا منع ہے پس اگر ہمکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہئے۔

لہ بسبب حسن ظن کے ساتھ کتابی کے جیسا کہ حسن ظن ساتھ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا عالمگیری میں ہے

الشبہۃ الرابعۃ انگریزوں کے ہاں کھانا پکانے والے چمار تک ہوتے ہیں تو ان کا پکایا ہوا کھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے

یہ شبہہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ہاں کا پکایا ہوا کھانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے ہاں کا کھانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی رہی یہ بات کہ کھانا پکانیوالا انگریز یا کوئی اور ہو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اہل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کھانے میں کچھ محظور شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل السنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی[ل] العنایۃ شرح الہدایۃ قال اللہ تعالے انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذواتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے ہاں کا پکا ہوا کھانا اور حلوائیوں کی مٹھائی کھاتے ہیں اسی طرح اسکو بھی کھائینگے جیسا احتمال اسباب کا ہے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے احتیاطی کی ہو اس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیوں کی مٹھائی اور دودھ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کھانے میں ہے خصوصاً اُس کھانے میں جو چوکہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوبر کے لیپنے کے چوکہ ہو ہی نہیں سکتا پس جبکہ ہم ان کے ہاں کے کھانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے ہاں کھانے میں اگر [illegible] مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کرینگے لان کل ذلک محکوم بطہارتہ[ل] حتے یتیقن [illegible]

[ل] عنایہ شرح [illegible] میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کہتا ہوں میں نجاست اُنکے اعتقاد [illegible] ذات میں۔

[ل] کیونکہ [illegible] سے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین اُسکی نجاست کا ہووے۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ پوچھا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قول المستفتی[1] ما تقولون ان الادویۃ المرکبۃ الرطبۃ التی یصنعونہا اھل الحرب فی دارہم من الادھان ومیاہ الاشجار وغیرہا ھل یجوز استعمالہ للمسلمین فی دار الاسلام من غیر ضرورۃ شدیدۃ تبیح المحظورات ام لا یجوز وھل تعود النجاسۃ عند استعمال الادویۃ الیابسۃ باسحق مع الماء او الادھان ام لا وما حکم مداد اتہم وقرطاسہم اذا بلت طاہر او نجس وکذا الصمغ التی یختمون بہا مکتوبہم بعد ان قبل بلعاب الفم ھل یجوز للمسلم ان یدخلہا فی فمہ لیکون صالحا للختام وھی ایضا من مصنوعاتہم فی دیارہم۔

جواب یجوز[2] استعمال الادویۃ المذکورۃ والصمغ وغیرہا من مصنوعات اھل الشرک بحکم ھذہ الروایۃ لعموم البلوی وعدم التیقن بالنجاسۃ قال ابو حفص البخاری

[1] قول فتویٰ لینے والیکا۔ کیا کہتے ہو تم کہ دوائیں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اہل حرب اپنے ملک میں مثلاً تیل اور درختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلمانوں کو انکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے ممنوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بوقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پینے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے انکے کا اور کاغذ ان کے کا جبکہ گیلا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں انسے وہ اپنے خطوط گیلا کرکے اپنے تھوک سے۔ تو جائز ہے مسلمان کو کہ لیوے اس گوند کو اپنے منہ میں تا اسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے ان ہی کا ان ہی کے ملک میں

[2] جواب جائز ہے استعمال ان دواؤں مذکورہ کا اور اس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی ہیں اہل شرک کی بموجب حکم اس روایت کے واسطے عموم بلوے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شك فی انائه وثوبه اویدیه اصابه النجاسة ام لا فهو طاهر ما لم یتیقن وکذلک الابار والحیاض اللتی یتخذها اهل الشرك والبطالة وکذلک الثیاب اللتی ینسجها اهل الشرك والجهلة من اهل الاسلام وکذا الجیاب الموضوعة والمرکبة فی الحرق والعمامات اللتی یتوهم فیها اصابة النجاسة کل ذلک محکوم بطهارة حتی یتیقن بنجاستها واصل ذلک ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه استسقی عبد الرحمن بن عوف فقال السقیك من جرة مخمرة او من الجب الذی یشرب منه الناس فقال علیه السلام من الجب الذی یشرب منه الناس و روی عن محمد بن واسع رح ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله اجرة ابیض مخمرة ای مستورة اتوضأ به احب الیك ام وضوء جماعة المسلمین قال وضوء جماعة المسلمین

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں کہ لگی ہے اسکو نجاست یا نہیں سو وہ پاک ہے جبتک کہ یقین نہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ استعمال کرتے ہیں اُن کو اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں اُنکو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے ہی وہ تہیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عماموں میں کہ جن میں وہم ہووے لگنے نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جبتک کہ یقیناً نجاست نہووے اور اس سب کی اصل وہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہا کہ جو تہیلیا ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے پانی پلاؤں یا اُس بڑے مٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑے مٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسع سے ہے کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اوجلی رکھی ہوئی تہیلیا جو ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے وضو کروں تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اُس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔

احب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ فتاوی عمادیہ واللہ اعلم وفی الہدایۃ سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر ویدخل فیہ الجنب والحائض والنفساء والکافر وفی الکافی شرح الہدایۃ اذ لو حکم بنجاستہ لاحتاج کل جنب وحائض الی اناء علی حدۃ وفیہ الحرج کما لا یخفی وفی العنایۃ شرح الہدایۃ ثبت فی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکن ثمامۃ ابن اثالۃ فی المسجد قبل اسلامہ فلو کان نجسا لما مکنہ من ذلک فان قلت قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم انتہی۔

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت مسائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن مسائل کی جنکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح ان کے جائز ہونے کا حکم دیا

سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاوی عمادیہ واللہ تعالی اعلم۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جھوٹا آدمی کا اور اس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اُسکا پاک ہے کیونکہ جو ملا ہے اُس میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے۔ اور داخل ہیں اسی حکم میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے کیونکہ اگر حکم انکی نجاست کا کریں تو بیشک حاجتمند ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن کے اور اس میں بہت حرج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ثابت ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھرایا ثمامہ بن اثالہ کو مسجد میں انکے مسلمان ہونے سے پہلے پس اگر نجس ہوتا تو اسکو مسجد میں حضرت نہ ٹھراتے۔ پس اگر تو یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست انکے اعتقاد میں ہے نہ انکی ذات میں۔

بخوبی مستحکم ہے اور بمقابل اُن مسائل کے نہ لوگوں کے برا بھلا کہنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہے
اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے وعظ سننے والوں کے پھر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ
نذر و نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اسکے لئے ان تمام شبہات وہمیہ کے دور
کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کھایا اور جب آپ سے نصاری کے ہاں کے کھانے
کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرک[1] طعام کافی و وافی ہے
کیونکہ یہ شبہات جسقدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اُسوقت بھی موجود تھے
اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرک[2]
طعام پس جب کسیکا اتقا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتقا سے بڑھا ہوا ہو
وہ ان شبہات وہمیہ پر طعام اہل کتاب سے بچنے کا دعوی کرے۔

الشبہۃ الخامسۃ جن برتنوں میں کہ کھانا انگریزوں کے ہاں پکتا ہے اور جن
برتنوں میں کھایا جاتا ہے ان کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گھر اگر مسلمان کے ہاں کا پکا ہوا کھانا
کھا دیں متعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گھر جا کر کھا دیں
متعلق [illegible] ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
آیا [illegible] یا شیشہ کے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء مضرہ کا اگر ان میں کھانے پائی گئی ہوں نفوذ
نہیں [illegible] چینی وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر انکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

---

[1] [illegible] اے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

[2] [illegible] اے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

اول کے ہیں اور دہوئے ہیں تو اُن میں کہانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے دہوئے ہیں اور اُن میں محرمات کے کہلانے جانیکا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست اُن میں ہے تو بغیر دہوئے ہوئے بہی کہانا مکروہ یعنی بُرا احتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہیں لانّ کل ذالك مکروہ بطہارۃ حتی تیقن بنجاستہا اور یہ حکم کچہہ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتہہ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام اُن قوموں کے برتنوں سے متعلق ہے جو اُن چیزونکو کہاتے پیتے ہیں جنکا کہانا پینا ہماری شریعت میں حرام ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے ہیں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیسا کہ مٹی کے برتن اور ہمکو اس بات کا یقین ہے کہ اُن میں شراب پی گئی ہے یا سوئر پکایا گیا ہے تو اُن کے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن ملیں تو اُن میں نہ کہاویں اور اگر اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دہولیں اور کہاویں۔

ابوداؤد میں ابو ثعلبۃ الخشنی سے روایت ہے شئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم الخنزير ويشربون في آنيتهم الخمر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان وجدتم غيرها فكلوا فيها واشربوا وان لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء كلوا واشربو۔

لہ کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اُسکے ناپاک ہونے کا یقین ہووے۔

ئلہ پوچہا ابو ثعلبۃ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں سوئر اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کہاؤ اور پیو اُن میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُنکو پانی سے دہو کر اُن میں کہاؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں فان[1] وجدا غیرھا فلا تاکلوا فیھا و
ان لم تجدوا فغسلوھا وکلوا فیھا ۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن ملیں تو پھر انگریزوں کو برتنوں میں
کھانا نہ چاہیے مگر ایسا سمجھنا تین وجہہ سے غلط ہے ۔

اول یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سور کہایا پکایا جاتا ہے
اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اُس میں شراب پینے کے برتن بالکل
علیحدہ ہیں اور سور کہانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر ہر قسم کے کہانے کے لئے برتن
جدا جدا ہیں پس یہ حدیث اُن برتنوں کو جو سور اور شراب کے کہانے کے نہیں ہیں متعلق
نہیں ہوسکتی ہے ۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور مشروب
کا سرایت کرتا ہے ۔

تیسرے یہ کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح میں لکہا ہے کہ یہ نہی احتیاطی ہے اور
انگریزوں کے برتنوں میں دہونے کے بعد کہانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچہ
کراہت ہی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں ۔

شارح مشکوۃ ملا علی قاری لکہتے ہیں لا[2] تاکلوا فیھا ای احتیاطا فاغسلوھا امر وجوب
ان کان ظن النجاسۃ والا فامر ندب ۔

---

[1] اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کہاؤ انمیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو دہو ڈالو اور اُن ہی میں کہاؤ ۔

[2] نہ کہاؤ تم اُن برتنوں میں یعنی احتیاط کے لئے پس دہو ڈالو انکو یہ حکم وجوبی ہے اگر ہووے گمان
نجاست کا ورنہ یہ حکم استحبابی ہے ۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے۔ وقد[ل]

یقال ھذا الحدیث مخالف لما یقول الفقہاء فانھم یقولون یجوز استعمال او

انی المشرکین اذا غسلت ولا کراھۃ فیھا بعد الغسل سواء وجد غیرھا ام لا وھذا

الحدیث یقتضی کراھۃ استعمالھا ان وجد غیرھا ولا یکفی غسلھا فی نفی الکراھۃ وانما

یغسلھا ویستعملھا اذا لم یجد غیرھا والجواب ان المراد النھی عن الاکل فی

آنیتھم التی کانوا یطبخون فیھا لحم الخنزیر ویشربون الخمر کما صرح بہ فی روایۃ ابی

داؤد وانما نھی عن الاکل فیھا بعد الغسل للاستقذار وکونھا معتادۃ النجاسۃ

کما یکرہ الاکل فی المحجمۃ المغسولۃ واما الفقہاء فمرادھم مطلق آنیۃ الکفار التی لیست

مستعملۃ فی النجاسات فھذہ یکرہ استعمالھا قبل غسلھا فاذا غسل فلا کراھۃ فیھا لانھا طاھرۃ

ولیس فیھا استقذار ولم یریدوا نفی الکراھۃ عن آنیتھم المستعملۃ فی الخنزیر وغیرہ

من النجاسات واللہ اعلم۔

[ل] کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہا کے کہ وہ کہتے ہیں جائز ہے استعمال مشرکین کے برتنوں کا

جب دھوے جاویں اور کچھ کراہت اُن میں نہیں بعد دھونے کے اور برتن اُن کے سوا موجود ہوں

یا نہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال اُن برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن [illegible] کے سوا موجود

ہوں اور صرف دھونا ہی اُنکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے [illegible] دھووے اور

برتے اُنکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے [illegible] منع کرنا کھانے

سے اُن کے اُس برتن میں کہ پکاتے ہیں اُس میں گوشت سور کا اور پیتے میں اُس میں شراب چنانچہ

یہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے اُن میں کھانا غسل کے بعد [illegible] سبب

اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی عادت ہے چنانچہ مکروہ ہے کھانا پچھنوں کے برتن [illegible] اگیا ہو

علاوہ اسکے ابوداؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف بلاکسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن[1] جابر قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین واسقیتھم فنستمتع بہا فلا یعیب ذلک علیہم۔

وقد[2] سئل مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی عن ھذا فاجاب ھکذا کما ھو مذکور فی فتاواہ وھذہ عبارتہ یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحلون الخمر ویشربون ذلک ویاکلون ویطعمون فی قدورھم وفی قصاعھم واوانیھم فیکرہ الاکل فیھا قبل الغسل

متعلق صفحہ ۲۸۔ اور فقہا کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کافروں کے جو نجاستوں میں مستعمل نہیں ہیں کروہ ہے انکا استعمال دھونے سے پہلے اور جب انکو دھو لیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں سبب ان میں کچھ گھن اور نہیں مراد ہے فقہا کی یہ کراہت نہیں ہے ان کے ان برتنوں میں جو مستعمل ہوتے ہیں خنزیر وغیرہ نجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے تو ملتے ہمکو برتن مشر[illegible]کے اور پانی کے برتن انکے تو برتتے ہم انکو سو حضرت عیب نہیں لگاتے تھے اسکا ہم پر۔

[2] اور [illegible] العزیز سے اسکا حکم تو یہ سے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے اُن کے فتاوی میں اور یہ انکی عبا[illegible]وہ ہے کہانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دھونے سے اور ظاہر ان کے برتن میں [illegible] ور وے حلال جانتے ہیں شراب اور پیتے ہیں اُسکو اور کہلاتے پکاتے ہیں اپنی ہا[illegible] اپنے گہڑوں میں اور اپنے برتنوں میں تو کروہ ہے کہانا اُن میں دھونے سے پہلے

اعتبار الظاهر كما كره التوضی بسوء الدجاجة لانها لا تتوقی من النجاسة غالبا لان الاصل فی الاشياء الطهارة وتشككنا فی النجاسة فلم يثبت النجاسة بالشك هذا اذا لم يعلم بنجاسة الاوانی واذا علم فانه لا يجوز ان يشرب فيها قبل الغسل ولو اكل وشرب كان شاربا واكلا حراما هذا حاصل ما ذكر فی الذخيرة۔

قال العبد (اے المجيب) اصلحه الله تعالی وما ابتلينا من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المايعات من الهنود علی هذا الاحتمال تلويث اوانيهم وان نساءهم لا تتوقين من السرقين وكذا ياكلون لحم ما قتلوه وذلك ميتة فی المجتنب ان لم يجد بدا منهم ان يستوثق عليهم ان يجتنبوا عن السرقين والميتة فالشق عليهم بامرهم ان يعطوا اوانيهم

اعتبار ظاہر کے جیسا کہ مکروہ ہے وضو ساتھ جھوٹے پانی مرغی کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے کہ اصل اشیا میں طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک سے جبکہ نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے اُن میں پہلے دھونے سے اور اگر کھالیا یا پی لیا اُن میں تو ہوگا حرام کا کھانیوالا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اُسکا جو ذخیرہ میں ہے۔

لہ کہتا ہے بندہ (یعنی مجیب) صلاحیت دے اللہ اُسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا ہیں ہم اُن میں خریدنا گھی کا اور سرکہ کا اور دودھ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہنود کے اس سے اسی حکم میں ہیں بسبب احتمال آلودگی اُن کے برتنوں کے اور اُن کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور کھاتی ہیں گوشت اُس جانور کا کہ قتل کرتے ہیں اُسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب پر ہے کہ نہ پاوے چارہ اِس بات کا کہ نہ اعتماد کرے اُن پر کہ بچیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے اُنکو کہ دیویں وہ اپنے برتن۔

مسلما یغسلها او یغسلوا ایدیہم بمرأی من المسلمین والاولی الاباحة فتوی والتحرز التقوی کذا فی نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دہوے گئے پاک تہا یا ناپاک شرعاً کچہ شبہ نہیں ہوسکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہیں ہوجاتی جیسے کہ ابہی بیان ہوا۔

علاوہ اسکے تیسر الوصول میں خاص انگریزوں کے گہڑوں کے پاک ہونے میں اثر صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اس میں ہے وعن ابن عمر قال توضاء عمر رضی اللہ عنہ بالحمیم فی جر نصرانیة ومن بیتها اخرجہ رزین قلت وترجم بہ البخاری واللہ اعلم۔

الشبهة السادسة میز پر بیٹہکر چہری اور کانٹے سے کہانا اور تشبہ بالنصاری کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہہ کا حل دو طرح پر کرنا چاہئے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر بیٹہکر اور چہری اور کانٹا اور چمچہ سے کہانیکا کیا حکم ہے پہر تشبہ کا حکم بیان کیا جاوے چہری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چہری سے کاٹکر تناول فرمایا ہے

مسلمان کو کہ دہو[illegible] دیں وہ اپنے ہاتہ سے سامنے مسلمانوں کے اور اگرچہ نہ دہوسکے تو اباحة فتوی سے [illegible] تقوی ہے یہی نصاب الاحتساب میں۔

لہ اور ابن عمر [illegible] یت ہے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت کے گہر میں اور [illegible] بن تہا یہ حدیث امام رزین نے نکالی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اسکو بخاری نے بہی بیان [illegible] واللہ اعلم۔

بخاری میں عمرو ابن امیہ سے روایت ہے ۔ اخبرہ[۱] انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف الشاۃ فی یدہ فدعی الی الصلوۃ فالقہا والسکین التی یحتز بہا ثم قام فصلی ولم یتوضا

اور ابو داؤد میں جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اُسکو خود ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے قال[۲] القسطلانی ۔ فان قلت ہذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رفعتہ لا تقطعوا اللحم بالسکین فانہ من صنع الاعاجم وانہشوہ فانہ اھنأ وامرأ اجیب بان ابا داؤد قال ھو حدیث لیس بالقوی وحینئذ لا یحتج بہ من اجل ابی معشر نجیح السندی الہاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث ومن مناکیرہ حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین ھذا لکن قال الحافظ ابن الحجر ان لہ شاھدا انتہی ۔

---

[۱] اُنکو خبر دی ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھری سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا کہ بلائے گئے طرف نماز کے پھر ڈال دیا اُس شانہ کو اور اُس چھری کو کہ جس سے کاٹتے تھے پھر کھڑے ہوئے نماز پر اور نماز پڑھائی اور وضو نکیا ۔

[۲] کہتے ہیں قسطلانی ۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں ہشام ابن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچاتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ یہ فعل عجم کا ہے اور دانت سے کھاؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اسوقت اس حدیث سے حجت نہو گی بسبب ابی معشر کے کہ حجت لیتے ہیں اُسکے ساتھ سندی الہاشمی صاحب المغازی ۔ کہتے ہیں امام بخاری وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث ہیں اور اُنکے مناکیر سے ہے حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین ۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہتے ہیں حافظ ابن حجر کہ اُسکے واسطے شاہد بھی ہے ۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث بہی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں اس طرح پر کی ہے۔

اگر حدیث نہی صحیح ہست در گوشتے باشد کہ نیک نضج یافتہ و احتیاج بریدن ندارد و آنچہ در بریدن آید در آنچہ نضج نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اسی مقام پر حدیث نہی کو اور بہی ضعیف کیا ہے اور لکہا ہے کہ یہ نہی ایسی ہے جیسا کہ ہاتھ سے گوشت توڑنے سے بہی نہی آئی ہے اور انکی عبارت یہ ہے

ہمچنانکہ نہی از بریدن گوشت بکارد ورود یافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست نیز منع گونہ واقع شدہ در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آوردہ کہ گفت بودم من کہ میخوردم با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود نزدیک بگردان گوشت از دہن خود کہ وے گوارا تر و سبک تر ہست رواہ ابوداود و روی الترمذی۔

پس یہ نہی ایسی نہیں ہے کہ جسکے ارتکاب میں کچہ قباحت ہووے کیونکہ یہہ نہی حکمی نہیں ہے چہرا اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چہری پر کرنا چاہیے کہ ان کے استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنسے ہاتھ بہرتا ہے سب چمچہ سے کہانے میں ولا ایجاب ولا کراہ۔

میز پر کہانے کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کبہی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبہی تشتریوں اور رکابیوں میں کہانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبہی میدے اور ردے کی اور چہنے ہوئے آٹے کی روٹی کہائی اسی طرح کبہی خوان پر یعنی میز پر کہانا تناول نہیں فرمایا

پس جو حال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پہ کھانے کا ہے جس طرح وہ مباح ہیں اسی طرح یہ بھی مباح ہے۔

بخاری میں قتادہ سے روایت ہے ما اکل[١] النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبزا مرققا ولا شاتا مسموطة حتی لقی اللہ عز وجل۔

اور حضرت انس سے روایت ہے ماعلمت[٢] النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل علی سکرجة قط ولا خبز له مرقق قط ولا اکل علی خوان قط قیل لقتادة فعلی ما کانوا یاکلون قال علی السفر

السکرجة[٣] بضم السین والکاف والراء المشددة وفتح الجیم وقیل الراء المفتوحة وهی صحاف صغار کذا فی القاموس۔

وفی[٤] مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط هو ما یرفع علیه الطعام عند الاکل لانه من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطؤ والانحناء۔

---

١ نہیں کھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی اور بکری کا گوشت بھنا ہوا یہاں تک کہ ملے اللہ عز وجل سے۔

٢ نہیں جانا میں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہو اوپر تشتری کے کبھی اور چپاتی کبھی اور نہ خوان پر کبھی تو کہا گیا قتادہ سے پھر کس پر کھاتے تھے تو کہا کہ دستر خوان پر۔

٣ سکرجہ میں سین اور کاف اور را پر تشدید والی پیش ہے اور جیم پر زبر اور بعض را پر بھی زبر کہتے ہیں اور وہ ہے کابیاں ہیں چھوٹی چھوٹی یہ ہی قاموس میں۔

٤ اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کھایا اوپر خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان وہ چیز ہے کہ جس پر کھانے کے وقت کھانا رکھتے ہیں اس لئے کہ یہ دستور ہے تونگروں کا تاکہ نہ حاجت ہووے جھکنے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے انہ سئل سہلا ھل رأیتم فی زمان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم النقی قال لا فقلت کنتم تنخلون الشعیر قال لا ولکن کنا ننفخہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کھانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اس طرح کا کھانا سنت ہے اور اُس کے سوا فی نفسہ مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کھانا سنت اور میز پر کھانا فی نفسہ مباح ہے۔

اب باقی رہی بحث نسبت تشبہ کے اور اس باب میں حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم سے استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ما جاء فی الاقبیۃ میں ابو داود نے اس کو لکھا ہے۔

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے تاہم مناسب ہے کہ اول نفس الفاظ حدیث میں غور کیا جاوے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے اور منہم کے کیا معنی ہیں اور اس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبہ کسی قوم کے ساتھ اسی وقت کہا جا سکتا ہے کہ جبکہ وہ بات خاص اسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر بیٹھ کر کھانا اور چھری کانٹے سے کھانا قوم نصاریٰ کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کھاتے ہیں اب کیا وجہ ہے کہ جو میز پر بیٹھ کر کھانے والوں کو مشابہت نصاریٰ کے ساتھ دیجاوے اور ترک کے ساتھ

۱؎ پوچھا ابو حازم نے سہل سے کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میدہ کھایا کہا نہیں پھر پوچھا کہ تم چھانا کرتے تھے جو کا آٹا کہا نہیں مگر پھونک مارتے تھے

۲؎ جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اس قوم میں سے ہے

۳؎ کتاب پوشاک باب ان حدیثوں کا کہ آئی ہیں پہننے کے کپڑوں میں

ہے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہیے پس جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر بیٹھکر کہاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلامیہ رکہتے ہیں تو کیوں انکے اس فعل کو نصاری کے ساتھہ تشبیہ دیویں اور مسلمانوں کے ساتھہ تشبیہ نہ دیویں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکہا کہ ان کے ساتھہ مشابہت دیں اس میں کچہہ قصور مرتکبین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت دینے والوں کا قصور ہے

اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تام مراد ہے یا غیر تام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا بگہی پر سوار ہو کر نکلے یا گہوڑے پر انگریزی کاٹہی سجائے زین کے رکہے یا چینی کے برتنوں میں کہاوے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹہے وہ سب معنی لفظ تشبہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبہہ ساتہہ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شمائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے

ان[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسہم وکان اہل الکتاب فیما یسدلون رؤسہم وکان یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یومر فیہ بشئ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

---

[1] بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ہے چہوڑتے تہے اپنے بال و مشرکین مانگ نکالتے تہے اور اہل کتاب سیدہے چہوڑتے تہے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تہے موافقت اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو پہر حضرت مانگ نکالنے لگے ۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت تام مراد ہے بان[1] لا یعرف امھو من النصاریٰ ام ھو من الاتراک تو ایسی مشابہت میز پر بیٹھکر کھانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی ظاہری و باطنی آنکھیں خدا نے تعالیٰ نے اندھی نہ کردی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کھاتے دیکھے تو کبھی اسکو یہ شبہہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان انکو نہیں کرتا انکا کرنا تشبہ میں داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار انکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان کم ان کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتھ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کیجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بعد اسکے وہ لکھتے ہیں کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں انہیں میں گننے اور بلا شبہہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گننا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی کفار کرتے ہیں ان کے اختیار کرنے میں وہ تشبہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبہ محررہ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲[illegible]

موافق قواعد شرع چیزے کہ مخصوص بکفار باشد و مسلمانان آنرا استعمال نکنند خواہ در لباس خواہ در چیزہائے دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبہ است و ممنوع و آنچہ مخصوص بکفار نیست گو کہ کفار آنرا بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کم مضائقہ ندارد و ہمچنیں اگر بجنس

---

[1] نہیں پہچانا جاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

از امور مخصوصہ کفار بنا بر آرام ویا بنا بر فائدہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را مشتبہ بآنہا سازند مضائقہ ندارد آرے تشبہی کہ ممنوع ہست مطلقاً آنست کہ خود را در اعدا و آنہا داخل کنند و امالہ قلوب بآنہا داشتہ باشند وہمچنین تعلیم لغت ایشاں وخط ایشاں بنا بر تشبہ البتہ ممنوع اما بنا بر اطلاع بر مضامین کلام ایشاں یا خواندن خطوط ایشاں اگر تعلم لغت کنند یا خط ایشاں بنویسند مضائقہ ندارد ودر حدیثے کہ در مشکوٰۃ مذکور است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط یہود امر فرمودند وزید ابن ثابت از او در عرصہ قریب آموختند وتشبہ در عبادات واعیاد مطلقاً ممنوع ہست احادیث وآیہ بریں بسیار اند غرضکہ تشبہ بآنہا در چیزے کہ باشد داخل منع ہست وآموختن زبان ایشاں براے اطلاع یا پوشیدن پوشاک براے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد انتہی۔

اگرچہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوی میں تشبہ ممنوعہ کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکہا ہے کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند پہر بہی درحقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے بہی کچہ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکہا جاویگا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاری کے ساتہ کی تو وہ بہی نصرانی ہو گیا۔ وان اعتقد[ل] ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان ستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا وان صلی صلوٰتنا وصام صیامنا۔ غالباً امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب بہی انکار

ل اگرچہ اعتقاد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ قبلہ بناوے ہمارا قبلہ اور کہاوے ہمارا ذبیحہ اور نماز پڑہے ہماری نماز اور روزہ رکہے ہمارا روزہ۔

...سم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منھم کے یہ معنی نہ ٹھہرے تو کوئی اور معنی اسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں جو لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہ معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ ایک جگہ مارے جاویں تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکر کیجاوے تاکہ مراتب تجہیز و تکفین موافق اس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اسی قوم میں اسکو شمار کرنا چاہیے اور چونکہ اس حالت کی شناخت لباس اور لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ میں مذکور ہیں

مثل اسکے اور موید اس گفتگو کے ایک اور حدیث ابو داؤد میں آخر کتاب الجہاد میں ہے ... عن سمرة بن جندب اما بعد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ... المشرکین وسکن معه فانه مثله یعنی جس طرح کہ لڑائی میں مشرک کا ... وا ساب محفوظ نہیں رہ سکتا اسیطرح اسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

له سمرة بن جندب سے روایت ہے فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے اور ... کے ساتھ تو وہ بھی مانند ان ہی کے ہے۔

اب رہا ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسبت اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو کہ میز پر بیٹھکر کہانا یا انگریزوں کے ساتھ کہانا ان ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے جو عیسائی ہو گئے ہیں اور انکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھکر کہاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے کہ وہ بہی متنصر ہے مگر اس قسم کا شبہہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہرحال اس شبہ کا بہی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں نہ اسکی نسبت اس میں کچھ حکم ہے معہذا یہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اس تعامل کو جو بلاد اسلام میں جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہاتے ہیں اور میزوں پر کہاتے ہیں ہندوستان میں رائج نہیں کیا پس مسلمانوں کو اسکا رواج دینا چاہئے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہوجاویگی

فیا[1] ایہا المسلمون تعاملوا علیہا لا علی نیۃ العجب والتکبر بل علی نیۃ ترفع حال المسلمین لئلا ینظر ہم قوم بنظر الحقارۃ مما اعتادوا من الزلۃ والمسکنۃ ان اللہ یعلم ما فی صدورنا ویحکم علینا بما فی قلوبنا من حسن النیۃ او غیرہ۔

مولانا مولوی شاہ محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ سنت ہدیٰ ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اس سے احتراز اولی ہے

---

[1] سو اے مسلمانوں برتاؤ کرو تم اسپر نہ بہ نیت غرور اور تکبر کے بلکہ بہ نیت ترقی حال مسلمانوں کے تاکہ نہ دیکہہ سکے انکو کوئی قوم ساتھ حقارت کے بسبب انکی ان عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت کی ہیں بیشک اللہ تعالی جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کریگا موافق اسکے کہ ہمارے دلوں میں ہے حسن نیت یا بغیر حسن نیت سے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انکا شعار اسی وجہ سے ہوگیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے
پس اگر تم اسکو اختیار کروگے تو انکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مباح ہے
اسکے کرنیوالوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرح کی ملامت
نہیں ہوسکتی

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کھانا تو تشبہ بالنصاری ہووے اور مباح کو یعنی
انکے کھانیکو ترک کرنا اور اسکے کھانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور حقہ
پانی بند کر دینا تشبہ بالیہود نہووے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے
کہ جہاں کسی نے کھانا انگریز کے برتن میں کھالیا وہ کافر ہوگیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں
میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ بیچارہ کچھ صرف نہ کرے اور پنچایت نہ دے
اور پھر کر قاضی اسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور جاہلوں
کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے
بھی آدمی کافر نہیں ہوتا انگریز کے حلال اور مباح کھانے سے یہ بلا کس سبب سے ہے اور اسی
سبب سے عوام میں اسکا رواج ہی ہورہا ہے کہ علما ان کے ڈر سے اور اپنی دنیاداری
کے خوف سے اور اپنے تئیں جھوٹ موٹ کا صاحب تقوی و ورع جتانے کے لئے اور
جولاہوں میں بیٹھکر تعریف سننے کے لالچ سے کلمہ حق زبان پر نہیں لاتے صاف اور صحیح
حدیثونکو اور حکموں اور مسئلونکو چھپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس
مسئلہ کو کبھی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبھی اسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع
ٹھہراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں
کرتے انکے وہی بھائی بنجاتے ہیں اور انکے میلوں میں شریک ہوجاتے ہیں

اور ان کے ساتھ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں ان کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر کیا گنہگار بھی نہووے اور اہل کتاب کے کھانا کھانے سے کافر اور مرتد ہو جاوے اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جو جاری نہوا وہ بدعت ہے سبحان اللہ دین کو بھی دل لگی ٹھہرا رکھا ہے۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا کہ اس قسم کے ارتکاب میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے مگر تشبہ کا الزام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اتقوا من مواضع التہم پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اتہام تشبہ سے بچنا چاہیے۔

یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہم وہ ہیں جو محظور شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعاً مباح ہیں ان پر مواقع تہم کا اطلاق کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

الشبہۃ السابع۔ بعض شبہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ ان آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ہوا مگر مضمون آیت طعامہم حل لکم[1] وطعامکم حل لہم سے مواکلت اور ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کہاں سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارۃ النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انکو مسلمانوں کا کھانا بھی حلال ہے یعنی وہ انکا کھانا کھا دیں اور یہ اُن کا اور اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے [illegible] کی تفسیر میں وأحل[2] طعام اهل الكتاب سے اس حدیث کو ابو داؤد نے اب نسخ [illegible] میں لکھا ہے جس سے

[1] کھانا اُن کا تمہارے لئے اور تمہارا اُن کے لئے حلال ہے [2] اور حلال ہے کہ [illegible]

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کھانا جائز ہے ۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ مل کر کھانے میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے تو اس کے منع ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے ۔

چوتھے یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکھا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ اور ان کے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں کھانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہو اور کھانا اور برتن نجس نہو مباح ہے اور یہی ہم بھی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کچھ کہیں نہ کریں ۔

الشبهة الثامنة ۔ اس پر یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ساتھ مل کر کھانا اور آپس میں اختلاط رکھنا باعث ازدیاد محبت و تولا کا ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھ مل کر کھانا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے ۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا فی نفسہ تو ناجائز نہیں ہے اگر کچھ عدم جواز ہے تو لغیرہ ہے

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدھ دفعہ اتفاق سے کھالے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدھ دفعہ کے کھانے میں کچھ تو دوستی و اختلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علما نے بھی دو ایک دفعہ کے کھا لینے کا فتویٰ دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب کی روایت پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں

عالمگیری ولم یذکر محمد رح الاکل مع المجوس ومع غیرہ من اهل الشرک

انه هل يحل ام لا وحكى عن الحاكم الامام عبد الرحمن الكاتب انه ان ابتلى به المسلم
مرة او مرتين فلا باس به واما الدوام عليه فمكروه كذا فى المحيط

ئه مطالب المؤمنين وههنا تفصيل لابد من معرفته ان الاكل مع المجوس
ومع غير المجوس من اهل الشرك هل مباح ام لا حكى عن الحاكم الامام ابن عبد الرحمن
الكاتب انه يقول ان ابتلى به المسلم مرة او مرتين فلا باس به بما روى ان النبى صلى
الله عليه وسلم كان ياكل فاتاه كافر فقال الاكل معك يا محمد فقال نعم فقد
اكل النبى صلى الله عليه وسلم مع الكافر مرة او مرتين لتاليف قلبه على الاسلام
فانه مكروه لما نهينا عن مخالطتهم وموالاتهم وتكثير سوادهم وروى انه

له صفحہ ۴۴۴ ۔ اور یہیں ذکر کیا ہے محمد نے کہ کھانا ساتھ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے جو اہل شرک
ہیں کہ حلال ہے یا نہیں ۔ حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہووے مسلمان
اسمیں ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر مکروہ ہے یہ محیط میں ہے۔

ئه مطالب المؤمنین میں ہے ۔ اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرورت ہے جاننا اسکا ۔ وہ یہ ہے کہ کھانا
مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھ جو مشرک ہیں مباح ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن
کاتب سے کہ اگر مبتلا ہو اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔
اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھا رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا میں کھاؤں
آپ کے ساتھ اے محمد تو کہا آپنے کہ ہاں کھاؤ سو بیشک کھایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ
ایک بار یا دو بار واسطے دل لگانے انکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر مکروہ ہے اسلئے کہ ہم منع
کئے گئے ہیں انکی دوستی سے اور خلط ملط سے اور بہت کرنے ان کی جمعیت سے ۔ اور روایت ہے

علیہ السلام قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دینك وهذا یدل علی انه لا یاکل
مع غیر اهل ملته ویروی انه اکل مع غیر اهل دینه فلابد من التوفیق ووجهه ما رویناه
اولا بالاکل مرة او مرتین ویحمل هذا الحدیث علی الاکل معهم وذکر القاضی الامام
رکن الدین السغدی ان المجوس اذا کان لا یزمزم فلا باس بالاکل معه وان کان
یزمزم فلا یاکل معه لانه یظهر الکفر والشرك فلا یاکل معه حال ما یظهر الکفر کذا فی
آخر الفصل العاشر من سیر الذخیرة انتهی۔

نصاب[1] الاحتساب وهل یاکل مع الکافر فان کان مرة او مرتین لتالیف قلبه علی
الاسلام فلا باس فانه صلی الله علیه وسلم اکل مع کافر مرة فحملنا علی انه کان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہ کھاوے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ
اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کھانا چاہیے۔ روایت ہے کہ کھایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنے کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت دیا جاوے
اور وجہ اس حدیث کی کہ منع اول روایت کی ہے یہ کہ کھانا ایک بار یا دو بار۔ اور یہ حدیث حمل کی گئی
ان کے ساتھ کھانے پر۔ اور کہا قاضی امام رکن الدین سغدی نے کہ مجوس اگر نہ زمزمہ کریں
تو کچھ مضائقہ نہیں انکے ساتھ کھانے میں اور اگر زمزمہ کریں تو نہ کھاویں انکے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کرتے
ہیں کفر اور شرک اپنا۔ اور نہ کھایا جاوے انکے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اور شرک کو یہ ہی ہے آخر فصل کا
آخر سیر ذخیرہ کا

[1] نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کھاوے ساتھ کافر کے پس اگر ہووے ایک بار یا دو بار واسطے
دل لگانے اسکے کے اسلام پر تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ کافر کے [illegible] یہ کیا حضرت نے

لتاليف قلبه على الاسلام ولكن يكره المداومة عليه لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من الجفاء ان تاكل مع غير اهل دينك وحمل هذا الحديث على المداومة او على ان لم يكن نية تاليف قلبه على الاسلام وحمل الحديث الاول على ان من كان نيته تاليف قلبه على الاسلام توفيقا بين الحديثين ـ

مگر اس زمانہ کے اُن عالموں سے جنہوں نے اُن روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ صرف ایک دو دفعہ کھانا جائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش کیا ہے اُن سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کھانے میں ہیں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے استانی جی سے بھی قرآن پڑھا ہوگا وہ بھی جانتا ہوگا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے احکام مشرکین کی نسبت ہیں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے پس ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ کھانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی ہیں جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل لائی جاویں مگر ہم زیادہ اور دوستی کے ممنوع ہونیکی زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تولّی کہ شرعاً منع ہے اسکو بالتصریح بیان کرتے ہیں چنانچہ ان آیتوں کو نقل کر کرین میں تولّی کی نہی آئی ہے پھر اُنکی تصریح و تحقیق کرینگے ـ

واسطے تالیف انکے کے اسلام پر مگر مکروہ ہے مداومت اُسپر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ ظلم ہے کھانا غیر دین والیکے ساتھ اور حمل کیا گیا ہے یہ حدیث ہمیشگی اوپر مداومت کے یا اسپر کہ نہو وے نیت انکے تالیف قلب کی اسلام پر اور حمل کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہووے نیت تالیف قلب کی اسلام پر واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں ـ

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علیٰ ما اسروا فی انفسہم نادمین ویقول الذین آمنوا اہؤلاء الذین اقسموا باللہ جہد ایمانہم انہم لمعکم حبطت اعمالہم فاصبحوا خاسرین۔

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین

آیت سوم لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔

آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے اور جو کوئی ان سے دوستی کریگا ان میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راہ دیتا ہے قوم ظالموں کو پس دیکھیگا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں روگ ہے جلدی کرتے ہیں ان کے اندر کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ پہونچے ہم کو کوئی آفت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لاوے ایک امر اپنے پاس سے پس ہو جاینگے یہ لوگ اوپر اسکے کہ چھپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان والے کیا یہ ہیں وہ لوگ کہ قسم کھائی ان لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ وے بیشک تمہارے ساتھ ہیں مٹ گئے کام ان کے اور ہو گئے ٹوٹے والے

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافروں کو دوست سوائے مومنین کے۔

تہ چاہیے کہ نہ بناویں ایمان والے کافروں کو دوست سوائے مومنین کے

ثہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ ملو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے۔

آیت پنجم ولا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

آیت ششم لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل ہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموماً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام ہے بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی۔

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علماء متقدمین اور صلحاء اور اولیاء امت سے محبت کرتے ہیں اور کوئی دنیاوی غرض ان سے یا کوئی جبلی اور فطرتی محبت اُن سے نہیں رکھتے نہ کسی قسم کے دنیاوی احسان کے سبب اُن سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم کی محبت باعتبار معاشرت کے ان سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری اُن کے ساتھہ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے لانھم کانوا اعلاء دیننا وانقیاء مذھبنا واولیاء الامۃ المرحومۃ اللتی نحن فیھا پس اگر اسی قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھہ رکھی جاوے

ؔ اور نہ بیٹہ تو بعد یاد آنے کے ساتھہ قوم گنہگار کے۔

ؔ نہ پاویگا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھہ اللہ کے اور اُسکے رسول کے کہ دوستی رکھیں انکے ساتھہ جو جھگڑا کرے اللہ اور اُسکے رسول سے اگرچہ ہوویں وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا اُن کے کنبے

ؔ اسلئے کہ وہ تھے علما ہمارے دین کے اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور دوستدار امت مرحومہ کے کہ جس میں ہم ہیں۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ما سوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لا باس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ہیں بلکہ ان کے کرنے میں ہم مامور ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی بیا رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب برتیں اور اپنے تئیں اس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر یقین لائیں اور ضلالت اور گمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنا دیں کہ پیشوں میں قصائی کا پیشہ وما فعل اولیاء امتنا الا هذا فانهم نوروا بنور الاخلاق المحمدية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية وتولوا وتوادوا مع الذين كانوا ينكرون الله ويعبدون الاصنام فاثر اخلاق المحمدية فی كل صغير وكبير من البرية فانتشر نور الاسلام فی الآفاق وهدى هم الى طريق الوفاق وان كانوا فظا غليظ القلب كحال مسلمی زماننا لانفضوا من حولهم۔

مسلمانوں کو ان عورتوں سے جو کافرات اہل کتاب ہیں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال الله تعالى والمحصنات من الذين

ل اور نہیں کیا ... ہماری امت نے مگر یہی اسلئے کہ منور ہوئے وہ بنور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ اور دوستی اور موالات کی انہوں نے ان کے ساتھ جو منکر تھے الله کے اور عبادت کرتے تھے بتوں کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چھوٹے اور بڑے میں سب خلقت میں اور پھیل گیا نور اسلام ... میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہوتے یہ لوگ بدخو سخت دل مثل ... زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بھاگتے وہ لوگ انکے پاس سے

ے فرمایا الله تعالی نے اور عورتیں پاک

اوتوا الکتاب من قبلکم وای مودة اقرب من الزوجیة لکنہ لیست تلک المودة من حیث الدین۔

کفار والدین کے ساتھہ محبت کرنے کا ہمکو حکم ہے بقولہ تعالی واخفض لہما جناح الذل من الرحمة وقال عز اسمہ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا لکنہ لیست تلک من حیث الدین۔

صلہ رحم کا ہمکو حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھہ نکاح کرتے ہیں تو انکی تو اولاد کے ذوی الارحام اھل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو ان کے ساتھہ توددا ور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھہ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم امور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

خود خدا ے تعالی نے مسلمانوں میں اور اھل کتاب میں بالتخصیص نصاری کے ساتھ توددہونا بتایا حیث قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری

پاک کتاب والونکی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کر۔

ل اور جھکا دے انکے لئے بازو ذلت کا بسبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں تیرے ماں باپ کہ شریک کرے تو میرے ساتھہ اسکو کہ جسکا علم تجہ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت نکر اور رہ ان کے ساتھہ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

ل کہا اللہ تعالی نے اور پائیگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور انکو جو مشرک ہیں اور پائیگا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے ان کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں۔

ذلک[ث] بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لایستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تودد ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تودد ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحفہ اثنا عشریہ کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکھا ہے اسکے مقدمہ چہارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست کہ مبنی باشد بر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و این معنی در غیر اہل نفس ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی۔

پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبد اللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا درحقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جنکے فتوے اور حکم پر تمام مدینہ کے لوگ چلتے تھے چنانچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ بھی محبت نہیں رکھتے تھے تفسیر معالم میں لکھا ہے فتری[ل] الذین فی قلوبہم مرض ای نفاق یعنی عبد اللہ ابن آبی واصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود ویسارعون

اور یہ اسلیئے کہ ہیں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے ہیں۔

ل پس دیکھیگا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبد اللہ بن ابی اور اسکے ہمراہی منافقین کہ دوستی رکھتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فیهم ای فی معونتہم وموالاتہم علی ما اسروا فی انفسہم من موالات الیھود ومن الاخبار الیھم اھؤلاء الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جھد ایمانہم ای حلفوا باغلظ الایمان انہم لمعکم ای انہم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان المؤمنین حینئذ یتعجبون من کذبہم وحلفہم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور ممنوع شرعی ہے۔

اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالی بشر المنافقین بان لہم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کان المنافقون یوادون الیھود اعتقادا منہم ان امر محمد لا یتم وحینئذ ینتفعون بصلھم ویحصل لھم بہم قوۃ وغلبۃ۔

ان کے اندر یعنی انکی مددگاری اور انکی دوستی میں۔ اوپر اسکے کہ چھپایا انہوں نے اپنے دلمیں موالات یہود کی اور خبر دینے کی انکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنہوں قسم کھائی ساتھ اللہ کے بہت سخت مضبوط قسم کہ بیشک وہ انکے ساتھ ہیں یعنی بیشک وہ مسلمان ہیں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے ان کے جھوٹ بولنے سے اور ان کی بیہودہ قسم کھانے سے۔

لہ فرمایا اللہ تعالی نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو عذاب ہے سخت یہ اُن لوگ ہیں کہ بناتے ہیں کافروں کو دوست سوائے مومنیں کے۔ کیا چاہتے ہیں ان کے پاس عزت [illegible] عزت سب طرحکی اللہ کو ہے۔

لہ منافقین دوستی رکھتے تھے یہود سے بدیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا نہوگا اور تب فائدہ مند ہونگے یہود کے [illegible] مددگار کے ساتھ اور ملیگی انکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ۔

اور تفسیر کشاف میں ہے[1] کانوا یمایلون الکفرۃ ویوالونہم ویقول بعضہم لبعض لو غلب محمد فتولوا الیہود ۔

اور تفسیر زاہد میں ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم ہر کہ دوستی دارد با ایشان ازیشان ست این وعید کسے است کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت ودیانت ۔

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اس وجہ سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی ولا اور دوستی شرعا ممنوع ہے ۔

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ حسن اخلاق کافروں کے ساتھ کرنا پایا جاتا ہے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جس کا صاف نشا یہ ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں کے ساتھ ہونی چاہیے ۔

عن[2] صعصعۃ بن صوحان انہ قال لابن اخ لہ خالص المؤمن وخالق الکافر

---

[1] اور وہ [illegible] رکھتے تھے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے ان کے ساتھ اور کہتا تھا بعض بعض کو کہ [illegible] ہوگا کام محمد کا تو دوستی رکھو یہود کے ساتھ ۔

[2] صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ خلوص سے محبت کر مومن کے [illegible] خلق کر کافر کے ساتھ ۔

والفاجر فان الفاجر یرضی منك بالخلق الحسن وانه یحق علیك ان تخالص المؤمنین۔

علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے بارے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی بنے قریظہ کے تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قال[له] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان لھم فی بنی قریظۃ رضاع وحلف ومودۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نتولی فقال المھاجرون فتنزلت ھذہ الآیۃ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں سے موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے تھے مسلمانوں کی سی محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین سچے مسلمان نہیں ہیں اُن کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نکرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ خالص دوستی کرو مسلمانوں سے۔

[له] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قریظہ کے ساتھ شیر کی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی اُن کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کسکو دوست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی یہ آیت۔

قال[1] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر قال القفال وھو ان ھذا النھی للمومنین من موالات المنافقین یقول قد بینت لکم اخلاق ھولاء المنافقین ومذاھبھم فلا تتخذوھم اولیاء۔

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا[2] تتخذوا الکافرین اولیاء لا تتشبھوا بالمنافقین فی اتخاذھم الیھود وغیرھم من اعداء الاسلام اولیاء۔ منافقین ظاہر میں مسلمانوں سے ملے ہوے تھے اور باطن میں دلی محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں مانعت فرمائی۔

وقد[3] کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام ولایمیز المسلم من المنافق ولایمیز الخبیث من الطیب ویشبہ المنافق بالمسلم الصادق ویتشابہ اھل الحق واھل الکذب فان المسلمین الذین کانوا حدیثی عھد بالاسلام یفعلون کما کان یفعل المنافقون من الاحکام واما الان فظھر ما ظھر من الدین ولم یبق احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون حقا

---

[1] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کہا قفال نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کیا ہے مسلمانوں کو دوستی منافقین سے فرماتا ہے اللہ تعالی کہ جب ظاہر کیا مینے تمہارے لیے اخلاق منافقین کو اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست۔

[2] نہ بناؤ تم کافروں کو دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی۔

[3] یہ احکام ابتداء اسلام میں تھے اور تمیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں اور ہم شکل تھا منافق مسلمان صادق کے اور تشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ رہا کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔

وامتاز الکافرون والمسلمون بخلق وخلق ولم یبق التشابہ والتشاکل لا فی التعامل ولا فی التناول فانتفے العلة فاین المعلول وظہر الحق المعلول فلا باس بان یعاشر المسلمون بالکفار بحسن المعاشرة بل الان آن ان یظہر الاخلاق المحمدیة بکل من خالفنا فی الدین والسجیة لیحق حق الدین القویم ویصدق خلق نبینا وانک لعلی خلق عظیم

آیت سوم بہی منافقین کے حق میں وارد ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکہا ہے واعلم انه تعالی انزل آیات اخر کثیرة فی هذا المعنی فمنها قوله تعالی لا تتخذوا بطانة من دونکم وقوله لا تجد قوما یومنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله وقوله لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء وقوله یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقال المومنون والمومنات

اور ممیز ہوگئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ باقی رہا ہمشکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ برتاؤ کے اور نہ لین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب تو اب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہوگیا حق آفت رسیدہ تو اب کچہ مضائقہ نہیں کہ معاشرة کریں مسلمان کفار کے ساتہہ بحسن معاشرة بلکہ اب وہ وقت ہے کہ ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتہہ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادت میں تا متحقق ہووے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو بیشک [illegible] بزرگ کے ہے لہ اور جان تو کہ اللہ تعالی نے اتاری ہیں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک [illegible] ہے کہ نہ بناؤ تم دوست ولی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان لاتے [illegible] اور قیامت پر کہ دوستی کریں اس شخص کے ساتہہ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور [illegible] یہ کہ نہ بناؤ تم یہود و نصاری کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضهم اولیاء بعض واعلم ان کون المؤمن موالیا للکافر یحتمل ثلثه اوجه احدها
ان یکون راضیا بکفره ویتولاه لاجله الا ان کل من فعل ذلک کان مصوبا له فی ذلک الدین
وتصویب الکفر کفر والرضی بالکفر کفر فیستحیل ان یبقے مؤمنا مع کونه بهذه الصفة
وثانیها المعاشرة الجمیلة فی الدنیا بحسب الظاهر وذلک غیر ممنوع منه والقسم الثالث
وهو المتوسط بین القسمین الاولین هو ان موالات الکفار بمعنی الرکون الیهم والمعونة
والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاده ان دینه باطل و
هذا لا یوجب الکفر الا انه منهی عنه لان الموالاة بهذا المعنی قد یجر الی استحسان
طریقته والرضی بدینه وذلک یخرجه عن الاسلام فلا جرم هدد الله تعالی فیه فقال
ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئ انتهی۔

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جان تو کہ ہونا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ رکھتا ہے ایک
یہ کہ ہوگا راضی اسکے کفر سے اور اس سبب سے اس سے دوستی کریگا تو بیشک اس کو سب کام کو درست
اور پسندیدہ رکھیگا اور درست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی رہے
مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرت نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ
قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ یعنی میلان اور اعتماد
کرنا انکی جانب اور مددگاری اور پشت پناہ اور یاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے
مع اعتقاد اسکے کہ دین اسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی یعنی
بیشک یہ باتیں ہیں طرف پسند کرنے طریقہ اسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ نکالتا ہے
اسلام سے سبب اسکے دھمکایا اللہ تعالی نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کریگا یہ کام تو نہیں ہے اللہ
سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام اسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخرالدین رازی نے لکھی ہمکو باقی آیات سے بحث کرنے
کی کچھہ ضرورت نہیں رہی تہی مگر احسانا علی المتعصبین ہم اُن آیات کی تفسیر لکھتے ہیں ۔

چوتہی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ
بدر میں بہی موجود تہے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتہہ حلیف یعنی دینی
بہائی تہے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچہہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہہ بہیجا تہا
کہ اُن کا مال و اسباب و بال بچہ سب مکہ میں تہے وہ خط پکڑا گیا ان سے حضرت نے جب
پوچہا تو انہوں نے عرض کیا [له] یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرءا ملصقا فی قریش
کنت حلیفا ولم اکن من انفسہم وکان معک من المہاجرین من لہم قرابات یحمون
اہلیہم واموالہم فاحببت اذ فاتنی ذلک من النسب فیہم ان اتخذ عندہم یدا
یحمون قرابتی فلم افعلہ ارتدادا عن دینی ولا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب
عنق ہذا المنافق فقال انہ قد شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع علی من شہد بدرا

له یا رسول اللہ نہ جلدی کیجئے مجہہ پر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تہا انکا دینی بہائی
اور نہ تہا میں انکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتہہ مہاجر ہیں اُن سب کو قرابت ہے کہ حمایت
کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو پسند کیا میں نے کہ جب فوت ہے مجہہ میں نسب اُن سے تو کروں
میں اُن کے ساتہہ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کی ہو نہیں کیا میں نے دین سے مرتد ہونے
کیلئے اور کفر کے ساتہہ خوشی سے ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اس نے
سچ بولدیا تمسے پہر کہا حضرت عمر نے مجہکو اجازت ہو کہ ماروں میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ
بیشک بدر میں موجود تہا اور کیا معلوم ہے تجہکو شاید مطلع ہوا اللہ تعالے اُن پر جو بدر میں تہے

فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم فانزل الله تعالیٰ هذه السورة یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة انتهی ما فی العالم اور سب تفاسیر میں بھی یہی ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین بھی منع ہوئی مگر جو کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولهم منکم فانه منهم میں داخل نہیں ہوئی اور نہ اس قسم کا فعل من شهد بدر کے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر مظہری میں لکھا ہے لما نزلت هذه الآیة المذکورة فی حق حاطب ابن بلتعة تشدد المومنون فی عداوة اقربائهم وعشائرهم فنزل آیة لا ینهٰکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین انما ینهٰکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاولئک هم الظلمون

سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو بیاہ کر دیتے بخشا یا تمکو پس نازل ہوئی یہ سورت اے مسلمانوں نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست کہ لوتم انکی طرف ساتھ دوستی کے تمام ہوا جو معالم میں ہے۔

لہ جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ تمکو اُن لوگوں سے کہ نہ قتال کیا اُنہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو تم اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالونکو مگر منع کرتا ہے تمکو صرف اُن لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے دین میں او نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور مدد دی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم اُن سے اور جو دوستی کریگا اُن سے بیشک وہ گنہگار ہوگا۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی ممنوع وہی ہے جو من حیث الدین ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال وسیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔

آیت پنجم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کی [illegible] ... [illegible] کرتے تھے اور جو باتیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسکی تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپر استہزا کیا کرتے تھے اس آیت میں صرف اتنا حکم آیا کہ جب مشرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ الکبیر ان اولئك المکذبین ان ضموا الی [illegible]رهم وتکذیبهم الاستهزاء بالدین والطعن فی الرسول فانه یجب الاحتراز عن [illegible]قاربتهم وترك مجالستهم۔

؎ اور جب دیکھے تو ان لوگونکو کہ خوض کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کر ان سے یہانتک کہ خوض کرنے لگیں اسکے سوا اور بات میں اور اگر بہلا دے تجھکو شیطان اور نہ بیٹھ بعد یاد آنے [illegible] قوم ظالموں کے

؎ کہا فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر ملا دیں اپنے کفر اور تکذیب کے ساتھ استہزا دین کے اوپر اور طعنہ زنی رسول پر تو بیشک واجب ہے بچنا انکی صحبت سے اور چھوڑنا انکی ہمنشینی کا۔

اور اُس میں ہے نقل[1] الواحدی ان المشرکین کانوا جالسوا المومنین وقعوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فشتموا واستہزوا فامرھم ان لا یقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ -

وفی[2] الکشاف یخوضون فی آیاتنا فی الاستہزاء بھا والطعن فیھا فکانت قریش فی الدیہ ھم یفعلون ذلک فاعرض عنھم ولا تجالسھم وقم عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلا باس ان تجالسھم حینئذ -

پس یہ آیت ایسی مجلسوں کی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استہزا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا کچھ برا بھلا کہا جاوے یہانتک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اسوقت اُس مجلس میں بیٹھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھہ جو مجلسیں کھانیکی ہوتی ہیں اُن میں صرف دل لگی اور دنیا کی باتیں ہوتی ہیں کبھی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنستا ہے اور نہ کوئی کسیکو برا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک بیہودہ بات کے اور کیا ہے -

---

[1] نقل کیا واحدی نے کہ مشرکین جو ہمنشینی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بحث میں پس برا کہتے تھے اور استہزا کرتے تھے تو حکم کیا اُنکو اللہ تعالیٰ نے کہ نہ بیٹھیں ساتھہ مشرکین کے یہانتک کہ خوض کریں اور کسی بات میں سوا اسکے -

[2] اور کشاف میں ہے خوض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہزا اور طعنہ زنی کے پس تھے قریش اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعراض کر اُن سے اور نہ بیٹھ اُن میں اور کھڑا ہو جا اُن میں سے یہانتک کہ خوض کریں کسی اور باب میں سوا اسکے پھر کچھ مضائقہ نہیں کہ بیٹھے تو اُن میں اُس وقت -

آیت ششم بھی حاطب ابن بلتعہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں مگر جو کچھ کہ ہمنے بیان کیا اُسکا استدلال نہایت اقوی وجوہ سے اس آیت سے ہوتا ہے یعنے خدا تعالی نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بھائی اور کنبہ کے تودد سے بھی منع فرمایا ہے حالانکہ اور آیات قرآنی سے صلہ رحم ہمپر واجب ہے ۔

قال[1] اللہ تعالی یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ۔

اور ماباپ کی تعظیم اور اُن کے ساتھ محبت اور اُنکی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں ۔

کما قال[2] اللہ تعالی واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقال وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا ۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تودد جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی تودد ہے جو من حیث الدین ہو ۔

---

[1] کہا اللہ تعالی نے اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحد سے اور پیدا کیا اُس میں سے جوڑا اسکا اور پھیلایا ان سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے کہ مانگتے ہو تم اُسکے ساتھہ اور ارحام سے بیشک اللہ ہے تمپر نگہبان ۔

[2] جیسا فرمایا اللہ تعالی نے اور جھکادے انکے لئے بازو ذلت کا رحمت کے سبب اور کہا اللہ تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں یہ دونوں اسپر کہ شریک کرے تو میرے ساتھہ وہ کہ اسکا تجھکو علم ہے پس نہ اطاعت کر اُنکی اور رہ اُنکے ساتھہ دنیا میں نیکی سے ۔

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد بای وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا ہمکو اور ہمارا کھانا انکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے لیے مخصص ہوگی اور مواکلت جائز رہیگی۔

اب باقی رہیں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابوموسیٰ سے روایت ہے قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا الاسمعت ھذہ الآیۃ یعنے لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمھم اذ اھانھم اللہ ولا اعزھم اذ اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذ ابعدھم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں پتا نہیں اس قسم کی حدیثیں لا یعبا بہ میں داخل ہیں۔

لہ اور کھانا انکا جو دیے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے انکے لئے

لہ کہا انہوں نے کہ کہا میں نے عمر ابن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک منشی ہے نصرانی تو انہوں نے کہا کیا ہوا تجھکو ہلاک کرے تجھکو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے منشی دیندار کو کیا نہیں سنا تو نے آیت کہ نہ لو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست کہا میں نے اُس کے لئے ہے اسکا دین اور میرے لئے اسکی کتابت تو آپ نے کہا کہ نہ اکرام کو انکا جب ذلیل کیا انکو اللہ نے اور نہ عزت دے انکو جب رسوا کیا اللہ نے انکو اور نہ پاس بٹھلا انکو جب دور کیا اللہ نے انکو

اور جو حدیث فتاوی مطالب المومنین میں ہے دروی انہ علیہ السلام قال من اجفاء ان تاکل مع غیر اھل دینک اس حدیث کی بہی نہ کچہہ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بمقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلامیں اپنی شیخی اور فخر جتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اُسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جہلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں فی الترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصے فنھتھم علماءھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم واکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم علی بعض ولعنھم علی لسان داود وعیسی ابن مریم بما عصوا وکانوا یعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہر گاہ اہل معاصی کے ساتہہ کہانا اور بیٹہنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتہ بدرجہ اولی منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بہی یہ طریقہ استدلال کسیکو نہیں سوجہا وھل ھو الا اجتہاد علماء زماننا سلمھم اللہ تعالی۔

لہ اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہانا تیرا ساتہہ غیر اہل دین والے اپنے کے

لہ ترمذی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقع ہوے بنی اسرائیل بیچ گناہوں کے پس منع کیا انکو علماء نے ان کے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشینی کی انکے علماء نے اور کہایا اور پیا انکے ساتہہ پس مارا اللہ نے انکے دلونپر ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اوپر زبان داود اور عیسی ابن مریم کے بسبب انکے گناہوں کے اور جو وہ زیادتی کرتے تہے۔

لہ اور نہیں ہے یہ مگر اجتہاد ہمارے علماء زمانہ کا سلمھم اللہ تعالی۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھہ مواکلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیونکو فساق یہود کی اور مسلمانوں کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت شئے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھ کہانا کہانے میں تلطخ بالنجاسات ہو یا زمزمۃ المجوس ہو تو مواکلت حرام ہے اس بیان میں بہی ایک تہوڑا سا تسامح ہے یعنی اگر تلطخ بالنجاست ہے تو بلا شک ماکول حرام ہے اور اگر زمزمۃ المجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کہ اسکے اندر منکرات ہوں تو ماکول میں کچہ حرمت نہیں آتی الا اس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الوقایۃ وسقتدی دعی الی ولیمۃ فوجدثم لعبا وغناء لایقعد علی منعہ غیرہ البتۃ وغیرہ ان تعدث اکل جاز ولا یحضر ان علم من قبل وقال ابو حنیفۃ رح ابتلیت بھذا مرۃ فتصبرت [illegible] یقتدی بہ ودل قولہ علی حرمۃ کل الملاہی لان الابتلاء بالمحرم یکون۔

[illegible] ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا وہاں کہیل اور راگ کہ نہیں قدرت کہانے [illegible] ل جاوے وہاں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیٹہ جاوے اور کہالیوے تو جائز ہے اور جو [illegible] ہووے اگر جان لیا پہلے اور کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتہہ [illegible] بدشوار صبر کیا میں نے اور یہ پہلے اُن کے مقتدی ہونیسے تہا اور امام صاحب کا کہنا دلیل [illegible] سب کہیل کیونکہ مبتلا ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

اور یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اور اوانی فضہ ہوں اور
اگر چہ وہ برتن جس میں مسلمان کہاتا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بہی حرام ہے اسکی وجہہ
ہماری سمجھہ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں
حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مائدہ پر جسپر خمر اور خنزیر ہو حرام ہے تو بفرض اس
بات کے فعل شرکت حرام ہوگا نہ اکول اور نہ فعل مواکلت۔

علاوہ اسکے اور بات بہی سمجھہ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر
اور خنزیر حلال ہے اور وہی اُسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور ماکول
اُس سے آلودہ ہوں تو اُس مجلس کی شرکت بہی کیوں حرام ہوگی۔

خلاف[له] المائدۃ اللتی یدور علیھا الخمر ویشربھا المسلمون فلا شک ان الشرکۃ فی
فی ھذا المجلس حرام لانہا تقع فیہ محرمیات شرعیۃ

الشبھۃ التاسعہ بعضے لوگ ان باتونکو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر
مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو
کیونکہ عوام الناس انگریزوں کا کہانا بلاتمیز اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے
یا نہیں کہانے لگیں گے پس بنظر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام [illegible] کی مصلحت
پر موقوف ہوجانگے عموم بلوا کا خیال بہی ایک عجیب قیاس ہے آجتک مسئلہ فقہ یوں سنا
کرتے تہے کہ الضرورۃ تبیح المحظورات مگر اب اُسکی جگہ کہا جاتا ہے تحرم المباحات فسبحانہ وتعالیٰ

له بخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیویں اُسکو مسلمان تو بیشک شرکت اُس
مجلس میں حرام ہے کہ اُس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ۔

ناجائز مشروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ غیر مشروع کو مشروع اور درحقیقت ایسا کرنا خیانت فی الدین ہے عن[1] ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ ومن اشار علی اخیہ بغیر علم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ رواہ ابوداؤد۔

فی القاموس الرشاد الاستقامۃ علی طریق الحق مع تصلب فیہ ہمارے بھائی حکیم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کما یعرفون ابناءھم کہ شرع میں طعام اہل کتاب خواہ ہو اکلت معھم بشرط الطہارۃ جائز و مباح ہے تو عام لوگوں کو بھی صحیح اور سیدھا مسئلہ کیوں نہیں بتاتے کہ انگریزوں کے یہاں کھانا اور انکا کھانا اور ایک ساتھ بیٹھکر کھانا درست ہے لیکن حرام چیزوں سے بچنا چاہئے تاکہ عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں ہاں مگر اس کہنے میں مولویت کی شیخی اور جہلا کی آنکھ میں اتقی الناس بنے کے تفاخر میں اور پیری مریدی نذر و نیاز لینے کی دکانداری میں بٹا لگتا ہے۔

[1] ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتوی دیوے بغیر علم کے تو ہوگا گناہ اسکا اسپر کہ جس نے فتوی دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے بھائی کو بھلائی اسکی غیر میں ہے بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اوسکی روایت کیا اسکو ابوداود نے قاموس میں ہے کہ رشد قائم رہنا اوپر طریق حق کے ساتھ مضبوطی کے اسپر۔

خاتمہ

الآن نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه في هذا المقام فاعلم ان بعض علمائنا رحمه الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو عادة اهل ديارنا واستدلوا على منعه بما هو مذكور في التهذيب ان كل فعل فيه توقير الذمي فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعانقة لان الجزية عليهم للاهانة وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلقها الا الذين

اب ختم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اوپر بیان اس امر کے کہ لایق ہے بیان اسکا اس جگہ پس جان تو بات یہ کہ ہمارے بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اسکے منع پر ساتھ اسکے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کہ جس میں توقیر ہو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کھڑا ہونا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا کیونکہ جزیہ انپر اہانت کے لیے ہے اور سلام میں انکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہہ ہے

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلائل شرعیہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا اور کون ہے بہتر بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاوے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور کہے تحقیق میں مسلمان ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی دفع کر ایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیک ہے پس ناگاہ اسوقت وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہونچتے ہیں اس بات کو

صبروا وما يلقها الا ذو حظ عظيم وقال الله تعالى وعباد الرحمن الذين يمشون على [illegible] هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما ۔

الثانی ان الرواية المذكورة فى التهذيب ليس يلائم حالنا ومن سكن ديا[illegible] لان المشركين او النصارى فى ديارنا ليسوا باهل ذمتنا بل نحن معاشر المسلمين رعيتهم وفى جوارهم ونسكن فى امانهم ونعمر فى ديارهم وهم احسنوا الينا بوجوه كثيرة لانهم يحكمون علينا بالعدل على ما يمكنهم ولا يراعون قوما دون قوم فى حكومتهم ومن قواعدهم التسوية بين حقوق العباد يهوديا كان او نصرانيا مشركا كان او مسلما ثم لا يمنعون اداء الفرائض كالصلوة والصيام والزكوة والحج ولا يزاحمون [illegible] اقامة الجمع والاعياد الا البغى والفساد اى شئ اقبح من هذين وهم يحكمون علينا فى القضايا التى تتعلق بالمذهب خاصة

گروہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہونچتے ہیں اس بات کو مگر وہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کہا اللہ تعالی نے اور بندہ رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام

ثانی دوسرے یہ کہ روایت جو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے ملک میں رہتے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاری نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمان اُن کی رعیت میں ہیں اور انکی ہمسائگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک میں اور [illegible] نے احسان کیا ہے ہمپر بہت طرح سے کہ حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے جہانتک [illegible] اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکم رانی میں اور اُن کے قواعد سے ہے برابری [illegible] حقوق عباد کے یہودی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پھر نہیں منع کرتے ہیں ادائے فرائض نماز روزہ [illegible] حج کو اور نہیں روکتے ہیں قائم کرنے جمعہ اور عید ونکو مگر بغاوت اور فساد کو اور [illegible] بری کونسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہمپر ہمارے اُن جھگڑوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے سا[illegible]

كالنكاح والطلاق والميراث وغيرها على ما هو ماثور في شريعتنا فكيف لا نؤثرهم على
انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكلؤن دمائنا على ما بينا
مما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتثال حكمه مما يتعلق من امور الدنيا
قال في التاتارخانية الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقلد وفي الدر المختار ان
غلبوا على اموالنا ولو عبد امؤمنا واحرزوها بدارهم ملكوها ويفترض علينا اتباعهم
فما روي في التهذيب عن منع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الذمة
كما هو مصرح فيه لا بالحكام والسلطان فعلينا ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام
محكومين وغيرهم عليهم حاكما فما كان طريق معاشرة المسلمين بالحكام

مثل نکاح اور طلاق اور میراث کے اور سوا اسکے موافق اُسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے
پھر کیوں نہ اختیار کریں ہم اُنکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت
کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ اسکے جو بیان کے ہیں
اُنکے احسان اور فرض ہے ہمپر اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم اُن کے کی ان امور میں جو
متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کہا تاتارخانیہ میں اسلام شرط نہیں ہے اُس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت
کی لیجاوے اور درمختار میں ہے اگر غالب آویں کفار ہمپر اور ہمارے مال پر اگرچہ وہ غلام مسلمان ہو اور
لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اُسکے مالک ہو جاوینگے اور فرض ہے ہمپر اُن کی اطاعت۔
پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معانقہ کی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے
کہ اُس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے۔ لازم ہے ہمکو کہ فکر کریں اُس حالت
میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام اُنپر حاکم پس جو طریق تھا اُس وقت معاشرت
مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے۔

علینا ان نعمل بذلک الطریق وتلک الحالة وجدت فی ثلثة اقران الاول کان بنو
اسرائیل عبید الفرعون وھو علیھم سلطان ظاھر والثانی کان المسلمون بمکة قبل
الھجرة والثالث ھاجر المسلمون بارض الحبشة فکان ھؤلاء اطاعوا من کان له سلطنة
علیھم ما استطاعوا وکانوا یعاشرون معاشرة الخلان بمن لیس لھم علیھم سلطان حتی
قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ ذمة مالک ابن الدغنة وجوارہ لینجو من ظلم وجار
مکة وسکن دارہ ولم یعد الاستیمان بالکافر عارہ فعلینا ان نفعل ذلک اتباعا لھؤلاء
ولا نقع فی المھالک واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واسلم ۔

لازم ہے ہمکو کہ عمل کریں موافق اُسکے ہم بھی اور یہ حالت تین وقت میں پائی گئی ہے اول بنی اسرائیل
تابع تھے فرعون کے اور وہ اُنپر سلطان قاہر تھا ۔ اور دوم تھے مسلمان مکہ میں پہلے ہجرت سے اور سوم ہجرت
کیا مسلمانون نے زمین حبشہ میں پس ان لوگوں نے اطاعت کی اُسکی کہ جو صاحب سلطنت تھا اُن پر
حتی المقدور اور معاشرت کرتے تھے دوستوں کی سی ساتھ ان لوگوں کے کہ اُن پر اُنکو سلطنت نہ تھی یہانتک
کہ قبول کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذمہ مالک بن دغنہ کا اور ہمسایگی اُسکی کہ نجات پاوے اُس
شخص سے کہ ظلم اور جور کیا اُسپر اور چلے آئے مکہ میں اور رہے اپنے گھر اور نہ شمار کیا اس امان لینے کو
کافر سے اپنا عار ۔ تو لازم ہے ہمپر کہ ہم بھی کریں یہ ہی باتباع ان لوگوں کے اور نہ پڑیں ہم تباہی اور ہلاکی
میں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ [illegible]

عہدہ داران و منصب داران جامعہ عثمانیہ [illegible]

۲۔ [illegible] کتابیں [illegible]

۳۔ طلبا میں [illegible] کتابیں [illegible]

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں [illegible]

۵۔ [illegible] کتابیں [illegible]

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ قلمی نسخے [illegible] جاری نہ کیے جائیں گے۔ فقط